

سید الشہور رمضان (المحدث)
رمضان مہینوں کا سردار ہے

غم خواری اور نیکیوں کا موسم بہار

رمضان المبارک

اضافہ شدہ ایڈیشن

جس میں

رمضان المبارک کا استقبال، رمضان کے فضائل، روزہ، تراویح،
افطار کروانے کا ثواب، تہجد، قرآن کریم کی تلاوت، اعتکاف، شب
قدر کی تلاش، صدقۃ الفطر اور لیلة الجائزہ کے مسائل کو نہایت آسان
زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

رمضان کے مسائل پر انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھنے والی کتاب

تالیف

مفتی احمد عبدالحسین قاسمی

خطیب مسجد عامرہ عابدس و مدیر ماہنامہ ندائے صالحین حیدرآباد

ناشر: سعدان پبلیشرز قادر باغ حیدرآباد

سید الشہور رمضان (الحديث) ”رمضان مہینوں کا سردار ہے“

”غم خواری اور نیکیوں کا موسم بہار“

رمضان المبارک

احکام، مسائل، اور تقاضے

جس میں استقبال رمضان المبارک

”روزہ، تراویح، زکوٰۃ،

شب قدر، صدقہ فطر اور ”لیلۃ الجائزہ“ کے مسائل کو نہایت آسان انداز میں

پیش کیا گیا ہے“

تالیف

(مفتی) احمد عبدالحسین تنویر قاسمی

خطیب مسجد عامرہ عابدس و مدیر ”ماہنامہ ندائے صالحین“

ناشر: سعدان پبلیشرز قادر باغ حیدر آباد

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	: غم خواری اور نیکیوں کا موسم بہار ”رمضان المبارک“
مؤلف	: مفتی احمد عبدالحسیب تنویر قاسمی
	خطیب مسجد عامرہ عابدس و مدیر ماہنامہ ”ندائے صالحین“ حیدرآباد۔
صفحات	: 116
سن اشاعت	: بار اول ۲۰۰۳ء بار دوم ۲۰۰۸ء بار سوم ۲۰۱۲ء
تعداد اشاعت	: 5000/-، پانچ ہزار
کمپوزنگ	: محمد حسام الدین حنیف
ٹائٹل	: مفتی مقبول احمد مفتاحی (البلاغ گرافکس)
قیمت	: 65/- روپے
ناشر	: سعدان پبلشرس، قادر باغ حیدرآباد (اے پی)

Madarsa-e-Saleheen

Quader Bagh. Near Masjid-e-Ibrahimi

Hyderabad 500 008 ,A,P,

website:www.saleheenonline.com

E-mail:aaht503@yahoo.com

cell 9866237861

Ph: Moinabad 08417 255033

Quaderbagh 040-65132664

باسمہ تعالیٰ یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟۔

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
..... اما بعد!

رمضان المبارک بڑی عظمتوں والا مہینہ ہے..... خیر و برکت..... رحمت و مغفرت جہنم سے
آزادی کے پروانے اس میں ملتے ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے فضائل کو تفصیل سے بیان فرمایا..... رمضان
کی آمد پر جتنا اہتمام فرمایا اور کسی مہینہ کی آمد پر اتنا اہتمام نہیں فرمایا..... بلکہ رمضان المبارک کو
دیگر مہینوں کا سردار قرار دیا گیا۔

نیز شعبان کے آخری عشرہ میں رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو جمع فرما کر رمضان کے فضائل
اور استقبال رمضان المبارک پر تقریر فرمائی۔

چنانچہ یہ طے ہے کہ جو جتنا بڑا ہوتا ہے اس کا استقبال بھی اُسی معیار سے والہانہ کیا جاتا
ہے..... اور رمضان تو دیگر مہینوں کا سردار ہوا..... اس لئے رسول اکرم ﷺ رجب المرجب ہی
سے رمضان کا استقبال دعاؤں کے ذریعہ شروع فرمادیتے تھے..... اور رجب المرجب کا چاند دیکھنے
کے بعد سے اپنی دعاؤں میں یہ دعاء پڑھتے:

”اللهم بارك لنا في رجب
وشعبان وبلغنا رمضان“
اے اللہ! آپ ہماری زندگی میں رجب
اور شعبان میں برکت دیجئے اور ہماری عمر میں
برکت پیدا فرمائیے تاکہ ہم رمضان کے
خیر اور بھلائی کو حاصل کر سکیں۔

ابھی چند سال سے شعبان کے آخری ایام میں رسول اکرم ﷺ کی اتباع میں ”استقبال رمضان“ کے عنوان پر خطاب کے مواقع نصیب ہوئے..... اور دوست و احباب نے ان کو ریکارڈ کر لیا..... پھر تقاضہ ہوا کہ یہ صرف کیسٹس کے حد تک محدود نہ رہیں..... بلکہ سپر ڈیٹا اس کر دیے جائیں..... چنانچہ اسی تقاضہ کی تکمیل میں یہ کتاب بنام ”غم خواری اور نیکیوں کا موسم بہار رمضان المبارک“ لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کے اب تک دو ایڈیشن ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئے الحمد للہ عوام نے محبت سے قبول کیا..... اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں ایڈیشن کی ساری کتابیں ختم ہو گئیں..... اور اب پھر تقاضہ سامنے آیا کہ ”رمضان المبارک“ کی مناسبت سے تیسرا ایڈیشن شائع کیا جائے..... مناسب تبدیلی کے ساتھ مذکورہ کتاب کو بہتر سے بہتر ترتیب کے بعد پھر سے اس کتاب کی اشاعت عمل میں لائی جا رہی ہے..... امید ہے کہ قارئین کرام حسب سابق پسند کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

حق تعالیٰ جل شانہ بے پناہ قبول فرمائے..... رمضان کے خیر اور سعادتوں سے مالا مال فرمائے..... ہم سب کو مغفرت کا پروانہ نصیب فرمائے..... ہم سب کو مرتے دم تک دین کی مبارک خدمت کیلئے قبول فرمائے..... ﴿ آمین ﴾

واللہ الموفق والمعين

(مفتی) احمد عبدالحسین تنویر قاسمی

خطیب مسجد عامرہ عابدس و مدیر ماہنامہ ندائے صالحین

کونسا مضمون کس صفحہ پر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	رمضان المبارک کی اجمالی عبادات کا پروگرام	۱۱
۲	چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے	۱۲
۳	تراویح روزانہ پڑھنا سنت ہے	۱۳
۴	سحری کر کے روزہ کو تقویت پہنچائیے	۱۵
۵	روزہ کے فضائل اور اسکے احکام	۱۷
۶	افطار کروانا بڑے ثواب کا کام ہے	۱۹
۷	رمضان المبارک میں صدقہ خیرات پر ثواب کا فیصد بڑھ جاتا ہے	۲۱
۸	شب قدر میں خوب زیادہ عبادت کی جائے	۲۳
۹	اعتکاف کی بہت بڑی فضیلت ہے	۲۴
۱۰	رمضان المبارک سیزن ہے	۲۶
۱۱	رمضان المبارک مایوسی میں امید	۲۹
۱۲	مہمان کی آمد پر تیاری	۲۹
۱۳	آمد سے پہلے توجہ دلانا کا منشاء	۳۰
۱۴	رمضان المبارک میں ابتداء سے انتہاء تک بخشش کا پروانہ ہے!	۳۱
۱۵	اب نہیں تو پھر کب بخشا جائے گا	۳۱
۱۶	گناہوں سے بچانے کا اہتمام:	۳۲
۱۷	تم کو معاف کرنا چاہتا ہے	۳۳

۱۸	یہ موقع پھر ملے کہ نہ ملے	۳۶
۱۹	سحری فضائل و مسائل	۴۰
۲۰	سحری کرنے سے یہ فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔	۴۲
۲۱	سحری کرنے کا حکم ہے	۴۲
۲۲	روزہ کی نیت	۴۳
۲۳	روزہ کی فضیلت..... احکام و مسائل	۴۴
۲۴	روزہ کسے کہتے ہیں	۴۴
۲۵	روزہ کا فائدہ	۴۴
۲۶	روزہ کی فضیلت	۴۴
۲۷	روزہ کا بدلہ	۴۵
۲۸	روزہ اتنا افضل کیوں ہوا	۴۵
۲۹	روزہ سے متعلق ضروری مسائل	۴۶
۳۰	افطار کروانا ثواب کا کام ہے	۵۲
۳۱	اللہ تعالیٰ کیفیت دیکھتے ہیں	۵۳
۳۲	کیا بڑا اعزاز ہے	۵۳
۳۳	اُف! یہ افطار پارٹیاں	۵۴
۳۴	یہ کیا لین دین ہے	۵۴
۳۵	افطار کی تیاری وقت سے پہلے ہو:	۵۵
۳۶	مقصود کیا ہے؟	۵۶

۳۷	افطار کا وقت:	۵۶
۳۸	مساجد کے ذمہ داروں سے گزارش	۵۷
۳۹	مسجد کی صفائی ملحوظ رہے:	۵۸
۴۰	افطار کس سے؟	۵۸
۴۱	قرآن کریم کی تلاوت میں شفاء ہے	۵۹
۴۲	قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں	۵۹
۴۳	قرآن کریم پڑھیے تاکہ کل قیامت میں وہ شفاعت کرے	۶۰
۴۴	قرآن کریم آسان ہے پڑھنے اور سیکھنے والے کیلئے	۶۱
۴۵	روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈال لیجئے	۶۳
۴۶	آپ چاہیں تو ہر کام ہو سکتا ہے	۶۳
۴۷	آخرت میں ایک ایک نیکی کی اہمیت ہوگی	۶۴
۴۸	قرآن کریم کی تلاوت میں غیر معمولی اثر ہے	۶۵
۴۹	قرآن کریم کی تلاوت نے اُن کی زندگی بدل دی	۶۶
۵۰	قرآن کریم کی تلاوت کا نقد فائدہ	۶۸
۵۱	قرآن کریم سے متعلق چند حقوق	۶۹
۵۲	تراویح، سماعت قرآن اور شبینہ کے احکام	۷۳
۵۳	نزول قرآن کو رمضان سے مناسبت	۷۳
۵۴	تراویح..... رسول اکرم ﷺ کی سنت ہے	۷۴
۵۵	تراویح میں تعداد اور رکعات:	۷۵

۷۵	عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں تراویح پر عمل	۵۶
۷۷	تا بعینؓ اور تبع تابعینؓ کا معمول	۵۷
۷۸	تراویح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے	۵۸
۷۸	سماعت قرآن کریم	۵۹
۷۸	مروجہ سماعت قرآن کی حیثیت:	۶۰
۷۹	دو شکلیں:	۶۱
۸۹	سماعت قرآن کا مقصد:	۶۲
۸۰	سماعت قرآن کی خرابیاں:	۶۳
۸۰	قرآن کریم کی تلاوت کے وقت دعاء واستغفار بھی منع ہے:	۶۴
۸۱	قرآن کریم پڑھنے والوں سے گزارش:	۶۵
۸۲	شبینہ: شبینہ کا رواج اور بعض خرابیاں:	۶۶
۸۳	معزز حفاظ سے	۶۷
۸۴	زکوٰۃ احکام و مسائل	۶۸
۸۵	زکوٰۃ کی حکمت	۶۹
۸۵	زکوٰۃ کی ادائیگی کے فوائد	۷۰
۸۶	زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی	۷۱
۸۸	کاہلی کرنا بے وقوفی ہے	۷۲
۸۸	زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے	۷۳
۸۸	مذکورہ اشیاء میں زکوٰۃ ہے	۷۴

۸۹	مخالف پہلو	۷۵
۸۹	ضروریات کیلئے رکھی ہوئی رقم	۷۶
۹۰	زکوٰۃ کس کو دینا چاہیے	۷۷
۹۰	غریب سید کی مدد کیسے کی جائے	۷۸
۹۰	صرف سید کہلانا کافی نہیں	۷۹
۹۱	زکوٰۃ کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے؟	۸۰
۹۱	زکوٰۃ کی ادائیگی میں استحقاق کا خیال	۸۱
۹۲	یہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے	۸۲
۹۲	وضاحت	۸۳
۹۳	عبداللہ ابن مبارکؓ کا جواب	۸۴
۹۵	اعتکاف فضائل و احکام	۸۵
۹۵	اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتا ہے	۸۶
۹۶	اعتکاف	۸۷
۹۶	اعتکاف کی قسمیں	۸۸
۹۷	اعتکاف کا وقت	۸۹
۹۷	اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے	۹۰
۹۸	اعتکاف کیا ہے؟	۹۱
۹۸	اعتکاف کرنے والے کو شب قدر نصیب ہوتی ہے	۹۲

۹۳	اعتکاف کہاں کرنا چاہیے؟	۹۹
۹۴	معتکف اعتکاف کی حالت میں کرے؟	۱۰۰
۹۵	اعتکاف گناہوں سے بچانے نیکوں کے حاصل کرنے کا سبب ہے	۱۰۱
۹۶	اعتکاف کا فائدہ	۱۰۱
۹۷	شب قدر..... فضائل و مسائل	۱۰۳
۹۸	شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا	۱۰۴
۹۹	شب قدر میں ہماری بد نصیبی	۱۰۵
۱۰۰	یہ خصوصیت کیوں عطا کی گئی؟	۱۰۶
۱۰۱	لیلۃ القدر کیوں کہا جاتا ہے	۱۰۷
۱۰۲	کیا یہ جاگنے کی رات ہے؟	۱۰۷
۱۰۳	صدقة الفطر..... یعنی فطرہ کے احکام	۱۱۰
۱۰۴	صدقہ فطر کی مقدار	۱۱۰
۱۰۵	صاحب حیثیت لوگوں کیلئے مشورہ	۱۱۱
۱۰۶	صدقہ فطرہ میں بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہے:	۱۱۲
۱۰۷	صدقہ فطریہ زکوٰۃ میں کپڑے دینا کیسا ہے؟	۱۱۳
۱۰۸	لیلۃ الجائزہ..... انعام والی رات	۱۱۴
۱۰۹	انعام میں کیا دیا جائیگا	۱۱۴
۱۱۰	ہمارا معاشرہ	۱۱۶

رمضان المبارک کی عبادات کا اجمالی پروگرام

برکتوں اور رحمتوں کا محترم مہینہ اپنے اندر بہت سارے خیر کو لیکر پھر سے حاضر ہو گیا ہر مہینہ اور ہر دن بلکہ ہر منٹ اور سکنڈ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور رمضان المبارک کے مہینے میں بہت سارے خیر اور فضائل کو جمع کر کے سارے مہینوں کا سردار رمضان المبارک کو بنایا گیا۔

رمضان المبارک کا مہینہ اسلئے بھی مقدس اور بابرکت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی بندوں پر سیل رواں کی طرح مسلسل جاری رہتی ہے..... رمضان المبارک ہی وہ مقدس بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کے اترنے کا سلسلہ شروع ہوا..... اور رمضان المبارک ہی وہ مہینہ ہے جس میں لیلة القدر جیسی مقدس، محترم اور بابرکت رات کا ظہور ہوتا ہے..... رمضان المبارک ایسا بابرکت اور محترم مہینہ ہے جس میں پوری دنیا کے امیر، غریب، پڑھے، لکھے اور اُن پڑھ شہری، دیہاتی، بادشاہ اور انتہائی غریب..... سارے کے سارے عبادات میں متحد، یکساں اور برابر ہو جاتے ہیں کہ..... روزہ تراویح، سحری کرنے، افطار کروانے کے عمل میں عاقل بالغ مسلمان ہونے کی حیثیت سے مرد و عورت چاہے کسی علاقہ سے تعلق رکھنے والے ہوں آپس میں سب برابر ہو جاتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا رمضان المبارک کا بہت اہمیت سے استقبال فرمایا کرتے تھے..... اور رجب المرجب کی آمد پر رسول اکرم ﷺ کا رمضان المبارک کے آنے سے پہلے شوق بڑا مثالی ہوا کرتا تھا..... اپنی روزانہ کی دعاؤں میں اس دعا کو شامل فرماتے کہ:

اللهم بارک لنا فی رجب و شعبان اے اللہ! آپ رجب المرجب اور شعبان المعظم کے مہینوں میں برکت نازل فرمائیے وبلغنا رمضان.

اور ہم کو رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ
میں پہنچا دیجئے۔

یعنی موت و حیات، صحت اور بیماری سے آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ..... اے اللہ
رمضان المبارک جو بہت سارے خیر اور سعادتوں کو لیے حاضر ہونے والا ہے..... اس کی آمد پر ہم
بیمار نہ ہو جائیں..... یا ہم کو موت نہ آجائے..... بلکہ صحت و سلامتی اور عافیت عطا فرمائیے
..... تاکہ ہم رمضان المبارک میں بقید حیات رہیں..... اور صحت و سلامتی کی وجہ سے روزے،
افطار، تہجد، تراویح، وغیرہ کے عمل سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

اور اے اللہ! رمضان المبارک کے تین دہے جس میں سے پہلے دس دن رحمتوں کے ہیں
اس میں ہم اپنے آپ کو آپ کی رحمت کی چادر میں چھپا سکیں اور دوسرے دس دن جس میں آپ
نے بہت سارے بندے اور بندویوں کی مغفرت کا نظام بنایا ہے..... اس میں اپنی مغفرت کا
سودا اور سامان کر سکیں..... اور رمضان المبارک کے آخری دس دن میں آپ کی صفت ستاری اور
صفت غفاری کے پُر مسرت لمحات میں جہنم سے معافی کا پروانہ دیے جانے کے وقت میں..... اپنے
آپ کو جہنم سے محفوظ و مامون کر سکیں..... اسلئے اے اللہ! کسی طرح یہ دو مہینے عافیت سے پورے
فرما دیجئے تاکہ رمضان المبارک کے خیر اور بھلائی و سعادت سے ہم ہرگز محروم نہ ہو سکیں۔

اجمالی طور پر رمضان المبارک کی عبادات کا پروگرام تحریر کر دیا جاتا ہے تاکہ اعمال کی
اہمیت و فضیلت کے پیش نظر دلچسپی سے عبادات کرنے میں مدد مل سکے۔

﴿﴾ چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے

اسلامی تاریخ کا تعلق چاند سے جڑا ہوا ہے اور تمام دینی کام اسلامی تاریخ سے طے
ہوتے ہیں..... کوئی بھی مہینہ ختم ہونے کے بعد جس شام چاند نکلتا ہے اسی چاند سے اگلا مہینہ شروع
ہوتا ہے..... چاند دیکھنا چاہیے..... چاہے رمضان المبارک کا ہو یا کسی اور مہینہ کا نیا چاند..... یعنی

پہلی تاریخ کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے..... عام مہینوں میں کسی وجہ سے نہیں دیکھ سکتا تو کم از کم..... رمضان المبارک، شوال المکرم، او رزی الحجہ کا چاند دیکھنے کا بہر حال اہتمام کرنا چاہیے..... اسلئے کہ رمضان المبارک کے چاند سے رمضان کی عبادات..... شوال کے چاند سے عید الفطر اور زی الحجہ کے چاند سے عید الاضحیٰ یعنی بقرعید کا تعلق ہے۔

چاند اگر دکھائی دیا تو رسول اکرم ﷺ نے یہ دعاء پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اللّٰهُمَّ اِهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ.

اس دعاء کا خلاصہ یہ ہے کہ اے اللہ! آپ نے ہمارے ایمان اور اسلام کی حالت میں اس چاند کو ظاہر فرمایا اے اللہ! ایسے کاموں کی توفیق ہم کو عطا فرمائیے جن سے آپ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو سکے۔

کسی بھی مہینہ کی ۲۹ تاریخ کی مغرب کی نماز اور سنتوں سے فارغ ہو کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے..... اگر چاند دکھائی نہ دے تو گویا یوں سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینہ کو تیس دن کا کرنا چاہتے ہیں..... اور اسلامی مہینے یا تو ۲۹ پر ختم ہوں گے چاند کے نکلنے پر..... یا ۳۰ پر ختم ہوں گے..... اور تیس پر ختم ہونے کی صورت میں چاند دکھائی دینا ضروری نہیں ہے۔

چونکہ مسلمانوں کے سارے کام اسلامی تاریخ سے جڑے ہوتے ہیں..... اسلئے چاند کی بڑی اہمیت ہے..... چاند کے معاملہ میں دو مرد یا ایک مرد..... اور دو عورتوں کی گواہی پر چاند کی تصدیق کی جاسکتی ہے..... ہر مسلمان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

﴿ ۲ ﴾ تراویح روزانہ پڑھنا سنت ہے

چاند دکھائی دینے کے بعد رمضان المبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا سب سے پہلا حکم بندوں اور بند یوں سے تراویح کی نماز ادا کرنے کا ہے۔

تراویح ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے سنت مؤکدہ ہے..... رمضان المبارک میں روزانہ عشاء کی نماز کے بعد انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر بیس رکعت تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے..... بہتر ہے کہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جائے..... پورے رمضان المبارک میں تراویح میں ایک کلام مجید سننا مستقل سنت ہے..... اور روزانہ عشاء کے بعد پورے رمضان المبارک میں بیس رکعت نماز تراویح ادا کرنا الگ سنت ہے..... بہت سارے لوگ بالخصوص نوجوان چند دن میں کسی امام صاحب کے پیچھے ایک قرآن سنکر اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ..... ہم نے مکمل قرآن مجید چند دنوں میں سن لیا..... اب ہم پر تراویح بھی لازم نہیں..... یاد رکھیں روزانہ بیس رکعت پورے رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا الگ سنت ہے..... اور پورا قرآن مجید رمضان المبارک میں ایک مرتبہ سننا الگ سنت ہے۔

تراویح ایسے حفاظ کے پیچھے سننا چاہیے، جو قرآن مجید صاف صاف پڑھتے ہوں..... ایسے حفاظ کے پیچھے ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے جن کے پڑھنے سے حروف کٹتے ہوں یا سننے والوں کو صاف سمجھ میں نہ آتا ہو..... ایسے حفاظ پر قرآن مجید لعنت کرتا ہے جو قرآن مجید کو صاف نہیں پڑھتے۔

کم از کم تین راتوں میں قرآن سنا جاسکتا ہے..... دوشی یا یک شمی تو ہرگز جائز نہیں ہے..... اچھا اور بہتر یہ ہے کہ اپنی طاقت اور ہمت کے اعتبار سے صاف صاف قرآن مجید پڑھنے والے حفاظ کے پیچھے قرآن مجید تین دن یا اس سے زیادہ دنوں میں سننے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

عورتیں تراویح میں شریک ہونا چاہیں تو عورتوں کو ان شرائط کے ساتھ کسی جگہ تراویح کی جماعت میں شرکت کی اجازت ہے۔

﴿۱﴾ تراویح پڑھنے کیلئے اپنے محرم (بھائی، باپ شوہر، ماموں، چچا، بیٹا میں سے کسی) کے ساتھ جائے۔

﴿۲﴾ جہاں تراویح ہو رہی ہو (مکان، شادی خانہ، کمیونٹی ہال وغیرہ) وہاں گوشہ پردہ

کا معقول نظم ہو، نیز منتظمین انتظامات کے بہانے خواتین میں نہ جاتے ہوں۔

ایک ہی مسجد میں دو یا دو سے زیادہ جگہوں پر تراویح کی جماعت جائز ہے..... مگر ایک ہی مسجد میں دو یا دو سے زیادہ جماعتیں اختلافات کی وجہ سے نہ ہوں..... بلکہ عوام کو سہولت پہنچانے کی غرض سے ہوں جیسے ایک جگہ سو یا پارہ یا اس سے کچھ کم یا زیادہ..... اور دوسری جگہ تین پارے یا اس سے کچھ کم یا زیادہ پارے تراویح میں سنانے کا نظم کیا جائے۔

﴿ ۳ ﴾ سحری کر کے روزہ کو تقویت پہنچائیے

رسول اکرم ﷺ نے سحری کر کے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے..... رسول اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی بیک اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے المتسحرین۔

ہیں سحری کرنے والوں کے حق میں۔

بعض لوگ بلا کسی وجہ کے بغیر سحری روزہ رکھنا چاہتے ہیں..... حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے بغیر سحری کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے..... بلکہ ارشاد فرمایا..... سحری کے ذریعہ روزہ کو تقویت پہنچاؤ، یعنی روزہ میں پریشانی سے بچنے کیلئے سحر کے وقت میں کھالیا اور پی لیا کرو تاکہ تمہارا روزہ عافیت سے مکمل ہو سکے۔

☆ سحر میں دہی (curd) انڈا اور مچھلی یا اس طرح کی کوئی بھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔
☆ سحر میں سائرن بجانے کے بعد کچھ بھی کھانے اور پینے سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ سحری کے لیے تھوڑا وقت سے پہلے بیدار ہو کر تہجد کی نماز دو چار رکعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ سحر میں بیدار ہونے کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق ہو جاتی ہے..... سحری کرنے کے بعد اذان ہو جائے یا اذان نہ ہو..... لیٹنے سے نیند لگ جانے کا اندیشہ ہے..... اسلئے یا تو کوئی دینی بیان سننے یا کسی کتاب سے کچھ پڑھنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ نیند نہ لگنے پائے..... ورنہ فجر چھوٹ جائے گی اور رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینہ میں اگر فجر چھوٹ گئی تو بدنصیب کہلائیں گے۔

☆ عام دنوں میں حنفیہ کے نزدیک فجر کی نماز اسفار یعنی تاخیر سے پڑھی جاتی ہے لیکن رمضان المبارک میں مساجد میں فجر کی نماز اول وقت پڑھی جائے، کیوں کہ تاخیر سے معمول کے مطابق جماعت رکھنے سے بہت سارے لوگوں کی فجر کی نماز چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

☆ غفلت سے آنکھ نہیں کھلی یہاں تک کہ سحر کا وقت ختم ہو گیا، یا اتنی دیر سے بیدار ہوا کہ دن نکل آیا تو ایسی مجبوری میں بغیر سحری کے روزہ کی نیت کر لے..... ویسے وقت پر سونے اور الارم کا اہتمام کرنے سے سحر میں بیدار ہونا دشوار نہیں۔

☆ سحری کرنا خود نیت ہے الگ سے نَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ عَدَلَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ صَوْمِ رَمَضَانَ کہنا یا..... نَوَيْتُ بِصَوْمِ عَدَلَ کہنا ضروری نہیں۔

☆ ہر مسلمان مرد و عورت عاقل و بالغ پر رمضان المبارک کے پورے مہینہ کے روزے رکھنا فرض ہے..... عورتیں ناپاکی کے ایام کے روزے..... ناپاکی کے دنوں میں چھوڑ دیں گی بعد میں پاک ہو جانے پر رمضان المبارک کے باقی دنوں کے روزے رکھیں گی..... اور سال کے کسی بھی دنوں میں رمضان المبارک میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔

☆ جو عورتیں ناپاکی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتی ہیں ان کے سحری کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

☆ رمضان المبارک کے فرض روزے کسی بھی مرد یا عورت کے چھوٹ

گئے..... اور رمضان گزر جانے کے بعد کوئی شوال کے چھ روزوں میں یا کسی اور موقع سے (جب اور لوگ نفل سنت یا اور کسی عنوان سے روزے رکھتے ہوں..... جیسے محرم میں عاشوراء کا روزہ..... یا عرفہ کا روزہ..... یا ربیع الاول میں رکھنے جانے والے روزے.....) قضاء روزوں کی نیت سے روزہ رکھ لے تو اس کی طرف سے قضاء روزوں کی نیت کرنا صحیح ہے..... اسلئے کہ جس شخص پر فرض باقی ہو ان کا سنت، نفل کے مقابلہ میں فرض کی قضاء کرنا زیادہ بہتر ہے۔

﴿ ۴ ﴾ روزہ کے فضائل اور اسکے احکام

روزہ اسلام کے اہم ترین ارکان میں سے ہے..... روزہ کا ثبوت اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کے مبارک اقوال سے ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرہ)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

روزہ نام ہے کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے بچنے کا..... اور حضرات علماء نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں روزہ کی تعریف میں اور چند اہم باتوں کو شامل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”کھانے پینے نفسانی خواہشات غیبت کرنے..... چغلی کرنے..... گالی دینے، گانے سننے اور فحش گفتگو سے بچنا روزہ کہلاتا ہے“

آج ہمارے روزے کھانے پینے سے تو محفوظ ہیں مگر غیبت چغلی فحش گفتگو، گانا گانے یا گانا سننے سے محفوظ نہیں رہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسے روزہ داروں سے متعلق ارشاد فرمایا:

رب صائم ليس له من صيامه
الا الجوع ورب قائم ليس له من
قيامه الا السهر.

بہت سارے روزے دار وہ ہیں، جن کو سوائے
بھوکے رہنے کے کچھ نہیں ملتا اور بہت سارے
رمضان میں جاگنے والے وہ ہیں جن کو سوائے

جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یعنی روزہ میں زبان کی حفاظت نہ کرنے سے یا کان کی حفاظت نہ کرنے سے روزہ تو پورا ہو جائیگا..... مگر روزہ کا ثواب اور روزہ کا فیض ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

رسول اکرم ﷺ کے پاس دو عورتوں کی خبر پہنچی کہ روزہ کی وجہ سے ٹڈ ہال ہو گئی ہیں، اور بہت زیادہ پریشان ہیں..... رسول اکرم ﷺ کے پاس وہ دو عورتیں حاضر کی گئیں..... آنحضور ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اور ان دونوں عورتوں کو قے کرنے کا حکم دیا..... چنانچہ ان دونوں عورتوں کی قے میں خون کے لوتھڑے نکل آئے..... نبی کریم ﷺ نے نور نبوت سے دیکھ کر فرمایا ”یہ عورتیں غیبت میں مبتلا رہیں..... اور غیبت کرنا اپنے مردار بھائی کے گوشت کو کھانے جیسا ہے“ اور ان دونوں کو غیبت کی وجہ سے روزہ بڑا سخت معلوم ہو رہا تھا“

☆ روزہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، ذکر و اذکار، درود شریف کا اہتمام کیا جائے قرآن مجید سنا جائے..... دینی کتابیں پڑھی جائیں۔

☆ روزہ میں خاص طور پر زبان کی آنکھوں کی اور کانوں کی حفاظت کرنا چاہیے۔
☆ روزہ رکھنے سے جن کو مسلمان ڈاکٹر نے منع کیا ہے وہ روزہ نہیں رکھیں گے، بلکہ اپنے ہر روزہ کی طرف سے فدیہ ادا کریں گے..... اور ایک روزہ کا فدیہ سوا دو کلو گھیوں یا اس کی قیمت ہے۔
☆ جو گھیوں گھر میں کھاتے ہیں اس گھیوں سے یا پھر درمیانی درجہ کی گھیوں سے قیمت متعین کی جائے گی۔

☆ حاملہ عورت روزہ نہ رکھے زیادہ بہتر یہی ہے..... البتہ اگر حاملہ عورت روزہ رکھنا چاہے جائز ہے۔

☆ سفر پر جانے والے کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے..... البتہ بعد میں قضا کرنا ہوگا..... مگر زیادہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ سفر میں روزہ رکھ لیا جائے..... اسلئے کہ بعد میں

قضا کرنا آسان نہیں ہوتا۔

- ☆ خود سے سوتے وقت منی نکل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ☆ تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ☆ سر میں تیل لگانے یا آنکھوں میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا..... روزہ میں انجکشن لینا جائز ہے۔

☆ خود سے قے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا..... البتہ انگلیاں حلق میں ڈالنے سے اگر قے نکل آئے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ روزہ کی حالت میں نہانے یا تیرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

﴿ ۵ ﴾ افطار کروانا بڑے ثواب کا کام ہے

افطار عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں کھلانا..... اور اصطلاح میں افطار نام ہے کسی روزہ دار کو روزہ کھلانے کیلئے کچھ کھلانا یا پلانا..... افطار کروانے کی بہت بڑی فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے..... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افطار کروانے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ افطار کروانے کا لوگوں نے یہ مطلب سمجھ لیا کہ افطاری مسجد یا اپنے رشتہ دار اعضاء اور اقرباء میں بھیج دی جائے، یہ بھی افطاری ہے۔

مگر افطار کروانے کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ اپنے دسترخوان کی کسی روزہ دار کو زینت بنایا جائے..... اور اپنے مکان میں دکان میں یا آفس میں یا اپنی جو بھی جگہ مناسب ہو کسی روزہ دار کو افطار کروانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

افطاری بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی پیش نظر رہے۔

افطاری اپنے سمہاوے میں بھیجنے کا رواج ہے..... اور افطار جیسی عظیم الشان عبادت کو کم از کم دکھاوے اور ریاکاری سے بچانا چاہیے۔

افطاری بھیجنے میں غریب اور مسکین لوگوں کے پاس بھیجنے کا اہتمام کیا جائے..... غریب روزہ دار کے افطار کا نظم کرنا اور زیادہ ثواب کا کام ہے..... اپنی مغفرت اور بخشش کیلئے رزق حلال سے افطار کروانے کا اہتمام کیا جائے۔

☆ بنک یا سودی معاملات میں ملوث رہنے والے شخص یا کمپنی کی، یا رشوت لینے والے شخص کی افطار پارٹی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

☆ جس شخص یا کمپنی، کی آمدنی حلال ذرائع سے ہو..... چاہے وہ مسلمان ہو، یا غیر مسلم..... چونکہ اس کی آمدنی کے ذرائع حلال ہیں، اس لیے ایسے لوگوں کی یا کمپنی کی دعوت افطار میں شرکت کرنا جائز ہے۔

اور جن کی آمدنی کے ذرائع خالص حرام کے ہوں جیسے بنک میں ملازمت، یا بنک میں کام کرنے والے کی طرف سے دعوت افطار کروائی جائے یا سودی معاملات میں رہنے والے شخص کی دعوت افطار میں شرکت جائز نہیں ہے۔

اور اگر کسی شخص کے کاروبار ناجائز اور جائز ہوں جیسے بنک کی ملازمت ہے اور کچھ حلال طریقہ سے آمدنی ہو جاتی ہے، جیسے بیٹے خلیجی ممالک میں محنت کر کے ماں باپ کے پاس رقم بھیجتے ہوں..... ایسے شخص کی آمدنی میں کچھ جائز آمدنی ہے اور کچھ ناجائز آمدنی ہے..... اعلیٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ ایسے شخص کی دعوت افطار میں شرکت نہ کی جائے..... اور اگر ایسے شخص کی افطار میں شرکت نہ کرنے سے برائی پیدا ہونے یا اختلاف پیدا ہونے کا امکان ہو، تو اختلاف کو ختم کرنے کیلئے دعوت افطار میں شرکت کی اجازت ہے۔

☆ سیاسی لیڈروں یا جماعتوں کی طرف سے کی گئی دعوت افطار میں چونکہ محض دکھاوا ہوتا ہے جماعت سے مغرب کی نماز مشکل ہو جاتی ہے..... اسلئے ایسی افطار پارٹیوں میں شرکت نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

﴿ ۶ ﴾ رمضان المبارک میں صدقہ خیرات پر ثواب کا فیصد بڑھ جاتا ہے

زکوٰۃ ہو، یا صدقہ و خیرات ہو، یا عطیہ ہو مستحق لوگوں کی ضرورت پر خرچ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے..... مال تھوڑا ہو یا بہت..... اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں زیادہ دیں اور جس کو چاہیں مال سے محروم کر دیں، کسی کو مال اللہ تعالیٰ نے زیادہ دیا ہے، اور کسی کو مال کے معاملہ میں حالات سے دوچار کر دیا ہے..... کتنی بھی محنت کرے اس کی ضرورتیں پوری ہوتی ہی نہیں دونوں طرح کے لوگ معاشرہ میں پائے جاتے ہیں۔

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال دار بنایا ہے اس پر اپنے مال و اسباب کی سال میں ایک مرتبہ کچھ رقم نکالنے کا اسلام نے حکم دیا ہے اس کو ”زکوٰۃ“ کہا جاتا ہے.....

پورے مال جس میں سونا، چاندی، بنک میں یا گھر میں رکھی ہوئی رقم، یا کسی کو قرض دیا اور اس قرض کے آنے کی امید ہے..... کاروبار کے ارادہ سے خرید اہوا مکان یا پلاٹ، فکس ڈپازٹ وغیرہ پر موجود قیمت کے اعتبار سے سال میں ایک مرتبہ پورے مال کا ڈھائی فیصد نکالنا واجب اور ضروری ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خشکی اور تری میں جو کچھ مال کا نقصان ہوتا ہے وہ زکوٰۃ میں کوتاہی کرنے سے ہوتا ہے“ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا مال محفوظ رہے اور وہ آفات و مصائب سے بیماریوں اور مشکلات سے دور رہے..... اس پر لازم اور ضروری ہے کہ سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ پابندی سے نکالنے کا اہتمام کرتا رہے۔

شیطان ڈراتا ہے کہ زکوٰۃ یا صدقہ و خیرات دینے سے مال کم ہو جاتا ہے..... حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ و خیرات دینے سے مال میں برکت اور اضافہ ہوتا رہتا ہے..... زکوٰۃ کا، یا صدقہ و خیرات کا رمضان المبارک سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے، مگر چونکہ رمضان المبارک میں شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین کے قید ہو جانے سے بہت سارے نیک کام سہل اور آسان ہو جاتے ہیں..... کسی کے جیب اور پاکٹ سے کسی کی مدد کیلئے روپے اور رقم

کا نکل جانا آسان نہیں ہے..... لیکن اب رمضان المبارک ہے نیکیوں کا سیزن اور موسم ہے..... نیز رمضان المبارک میں خرچ کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے..... اسلئے رمضان المبارک میں زکوٰۃ صدقہ و خیرات کو اہمیت کیساتھ بیان کیا جاتا ہے.....

عام دنوں میں ایک روپیہ خرچ کرنے پر سات سو روپے خیرات کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے (پ ۳ ر ۴) اور رمضان المبارک میں ثواب کا معیار اور فیصد بڑھا کر ستر (۷۰) گنا اضافہ کے ساتھ دیا جاتا ہے..... اور حساب آپ جانتے ہیں عام دنوں میں سات سو اور رمضان المبارک میں ستر گنا زیادہ تو اس حساب سے رمضان المبارک میں خرچ کرنے کا ثواب ہوا (انچاس ہزار) $700 \times 70 = 490000$

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ کم وقت میں زیادہ نفع مجھے حاصل ہو جائے..... چونکہ رمضان المبارک میں ثواب کا معیار بڑھا دیا گیا..... اسلئے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ و خیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ زکوٰۃ صدقہ خیرات برابر حساب کر کے نکالنا چاہیے..... اندازہ سے تھوڑی سی زکوٰۃ نکال دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

حضرات علماء نے لکھا ہے کہ کسی شخص پر زکوٰۃ ایک ہزار روپے واجب ہوتی ہے..... اور اس شخص نے نو سو ننانوے 999 روپے زکوٰۃ میں ادا کر دیا..... تو صرف ایک روپیہ باقی رہ جانے کے باوجود اس شخص کی زکوٰۃ مکمل ادا نہیں ہوتی۔

☆ بیوی کے زیورات چونکہ شوہر کے سامنے سج کر اور سنور کر آنے کیلئے ہیں اسلئے زیورات کی زکوٰۃ شوہر پر واجب ہے۔

☆ ساڑھے باون تو لے چاندی یا ساڑھے سات تو لے سونا، یا تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی یا تھوڑا پیسہ اگر ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو اس میں ساڑھے باون تو لے چاندی خریدی

جاسکتی ہے، ایسا شخص اسلام کی نگاہ میں صاحب نصاب ہے..... اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔
 ☆ زکوٰۃ مستحق لوگوں کو دینا چاہیے..... سید یا بنو ہاشم یا آل عباس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے..... اگر سید غریب ہے تو اس کی مدد کیلئے عطیہ (Donation) فنڈ میں سے اس کی مدد کی جائے۔
 ☆ زکوٰۃ کی رقم اپنے پاس کام کرنے والے ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ انعام کے طور پر یا کپڑے وغیرہ بنانے کیلئے دی جاسکتی ہے۔

☆ زکوٰۃ کی رقم چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ..... تین حصوں میں تقسیم کی جائے۔
 ﴿۱﴾ اپنے خاندان کے غریب اور مستحق افراد میں زکوٰۃ کی رقم تقسیم کی جائے۔
 ﴿۲﴾ اپنے آس پاس کے غریب مستحقین میں زکوٰۃ کی رقم تقسیم کی جائے۔
 ﴿۳﴾ دینی مدارس کے طلبہ کیلئے زکوٰۃ کی رقم دی جائے۔

چونکہ آج دینی مدارس..... دین کی حفاظت کے اہم ترین کام کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں..... اور دینی مدارس کو اگر زکوٰۃ وغیرہ کی رقم نہ دی جائے گی تو یہ دینی مدارس پر خدا نخواستہ بند ہونے کے حالات ظاہر ہو جائیں گے..... اسلئے کہ موجودہ حالات میں دینی مدارس کی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے عوام کی زکوٰۃ صدقات وغیرہ ہی سے زیادہ مناسب حل ہے.....

☆ زکوٰۃ کی رقم مسجد، مدرسہ یا اور کسی کی تعمیر میں استعمال نہیں کی جاسکتی
 ☆ زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ وغیرہ نہیں ادا کی جاسکتی۔
 ☆ بہتر ہے کہ علماء کرام سے مشورہ کر لیا جائے کہ زکوٰۃ کے زیادہ مستحق کون ہیں۔

﴿۷﴾ شب قدر میں خوب زیادہ عبادت کی جائے

شب قدر کی عبادت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل ہے..... شب قدر کو تلاش کرنے کا رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے.....
 بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بہت زیادہ عبادت

گزار بندہ تھا اور رات کو نوافل اور تہجد کا اہتمام کرتا، اور دن میں روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کیلئے جہاد کرتا، اور اس کا یہ عمل دن دو دن نہیں..... بلکہ برسوں تک چلتا رہا..... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اکرم ﷺ سے بنی اسرائیل کے اس شخص کی عبادت کا تذکرہ سنا تو صحابہ کرامؓ کو بڑا تعجب ہوا اور صحابہ کرامؓ کے دل میں شوق اور جذبہ پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل کے شخص کی عمل میں برابری کیسے ہو سکتی ہے..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی اور امت محمدیہ کو تسلی دی گئی کہ بنی اسرائیل کے شخص نے جیسے عبادت کی اگر تم ویسی عبادت کرنا چاہتے ہو، یا اس کے مقام کو پہنچنا چاہتے تو لیلۃ القدر میں عبادت کرو..... یاد رکھو لیلۃ القدر میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

☆ لیلۃ القدر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۹ ویں شب میں ملنے کا قوی امکان ہے۔

☆ شب قدر، ہو یا شب برأت جاگنے کی رات نہیں بلکہ یہ عبادت کی مقدس اور بابرکت راتیں ہیں۔

☆ شب قدر ہو، یا شب برأت ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا بدعت ہے..... نیز زیادہ روشنی کیلئے غیر قانونی بجلی کا استعمال کرنا گناہ کی بات ہے۔

﴿ ۸ ﴾ اعتکاف کی بہت بڑی فضیلت ہے

کسی بڑے مال دار صاحب ثروت شخص کے در پر پڑاؤ ڈال کر یوں کہتے ہوئے بیٹھ جانا کہ جب تک آپ میری ضرورت پوری نہیں کر دیتے میں جانے والا نہیں، اس مال دار کو کتنی محبت ہوگی اس ضرورت مند سے..... اسلئے کہ اس نے کسی کا در نہیں اسی شخص کا در پکڑا..... اسی طرح کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے در پر سوالی بن جائے، اپنے رب اور پالنے والے کو خوش کرنے کے ارادہ سے رمضان المبارک کے آخر کے دس دن تک دن میں روزہ رکھتے ہوئے مسجد میں قیام کرے اسے ”اعتکاف“ کہا جاتا ہے۔ کوئی دنیا میں کسی کے در پر امید لگائے بیٹھا رہے تو کچھ نہ کچھ حاصل کر ہی لیتا ہے۔ اور اللہ

تعالیٰ کے در پر کوئی سوالی بن کر دس دن تک مستقل بیٹھ جائے تو کیا کچھ حاصل نہیں ہوتا..... تجربہ ہے کہ جس کی ضرورتیں ڈھیر ساری ہوں اور وہ اعتکاف کر لے نیت..... اللہ کی رضا ہو..... اسکے سارے کام خود بخود عافیت کے ساتھ تکمیل پا جاتے ہیں..... تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔

☆ اعتکاف فرض کفایہ ہے، یعنی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف میں بیٹھ جائے تو سب کے اوپر سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے..... اور اگر کوئی بھی پوری بستی میں نہ بیٹھے تو ساری بستی کے لوگ گنہگار ہوں گے۔

☆ جیسے مردوں کے لئے اعتکاف ہے، اسی طرح عورتوں کیلئے بھی اعتکاف مسنون ہے

☆ عورتیں روزہ کی حالت میں اپنے اس کمرہ میں اعتکاف میں بیٹھیں گی جو پاک و صاف ہو اور جہاں وہ نمازیں ادا کرتی ہوں۔

☆ اعتکاف کی حالت میں ذکر و اذکار، قرآن مجید کی تلاوت، دور و دشریف کا ورد یا اور کوئی کتاب وغیرہ پڑھنے کا اہتمام کیا جائے..... خاموش بیٹھنا مناسب نہیں۔

☆ اچھا اور مناسب یہ ہے کہ پورے دن کا اعتکاف کیا جائے، اور کوئی شخص پورے دس دن کا اعتکاف نہیں کر سکتا تو دن دو دن کا بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے..... مگر یہ اعتکاف اعتکاف سنت نہیں بلکہ اعتکاف نفل کہلائے گا

☆ اعتکاف میں بیٹھنے والے کو امید ہے کہ شب قدر نصیب ہو جائے۔

☆ کوئی شخص مستقل دس دن کا اعتکاف نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کیلئے مجبوری کے

پیش نظر..... یہ مشورہ ہے کہ کم از کم طاق راتوں میں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ کی راتوں میں اعتکاف کر لے..... یعنی مغرب کی نماز سے پہلے مسجد کو چلا جائے، اور فجر کی نماز پڑھ کر باہر نکلے..... امید ہے کہ ان طاق راتوں میں عبادت کرنے سے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے۔

رمضان المبارک سیزن ہے

ہر چیز کے کچھ خاص اچھے اوقات ہوتے ہیں ان اوقات میں ہر عقلمند کچھ بھلائی کو اپنے لئے بھی حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا ہے۔

سردیوں کے موسم میں سردی سے حفاظت کرنے والی اشیاء کے کاروباری اپنے کاروبار کو خوب وسعت دیتے ہیں..... کئی مہینوں سے اس کی تیاریاں کی جاتی ہیں..... تاکہ موسم (سیزن) میں خوب کاروبار کیا جائے، زیادہ سے زیادہ نفع کو اپنے لئے حاصل کیا جاسکے۔

گرمائے کے موسم میں گرمی کو دور کرنے راحت اور سکون کا ماحول قائم کرنے والی اشیاء کے کاروباری اپنی مصروفیات میں کچھ ایسی ترتیب بناتے ہیں کہ کاروبار میں پھیلاؤ کیلئے ہر چیز سے مصالحت (Compromise) کر لیتے ہیں..... یہاں تک کہ کھانا وقت پر نہ ملے کوئی بات نہیں، سیر و تفریح کیلئے چھٹی کا دن عام طور پر مختص ہوتا ہے..... بیوی بچوں کی خواہش ہے کہ سیر و تفریح کیلئے کوئی پروگرام بنایا جائے گا مگر کاروبار کی وسعت کے پیش نظر سیر و تفریح کے پروگرام بھی نہیں بن پاتے۔ کیوں اس لئے کہ آنے والے ایام ہمارے لئے سیزن ہیں، اس کی ترتیب ابھی سے ہم کو بنانا ہے، چنانچہ پنکھا بنانے والے پنکھے کی اشیاء..... کولر بنانے والے کثیر تعداد میں کولر بنا کر تیاری کر لیتے ہیں..... تاکہ کاروبار کے وقت میں گا ہک کو گا ہک کی مرضی کی چیز دی جائے اور گا ہک سے ہم کو ہماری مرضی کی قیمت وصول ہو جائے..... وقت سے پہلے تیاری کرنا بہت اچھی بات ہے، اور یہ عقلمند و ہوشیار کاروباری کی علامت ہے۔

رمضان المبارک بھی ایک سیزن ہے دنیا میں جتنے سیزن آتے ہیں وہ سارے کے سارے دنیا اور دنیا کی چیزوں سے متعلق ہیں، رمضان المبارک کا سیزن آخرت کا سیزن ہے۔

اب کیا رمضان المبارک آگیا، ہر کاروباری نے رمضان کے سیزن کو اپنا سیزن سمجھ لیا، چنانچہ

کپڑے والوں نے اپنا سیزن سمجھ لیا کہ یہ ہمارا سیزن ہے، بھیک اور خیرات مانگنے والوں نے اپنا سیزن سمجھ لیا، حلیم یا چٹ پٹی چیزیں بنانے والوں نے سمجھ لیا کہ یہ ہمارا سیزن ہے، ٹیلروں نے یا چپل کی دوکان والوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ ہمارا سیزن ہے، حالانکہ یہ کسی کا سیزن نہیں ہے بلکہ آخرت کی فکر دلانے کیلئے یہ سیزن لایا جاتا ہے، انسان کو تقویٰ کی دولت سے مالا مال کرنے کیلئے یہ سیزن عطا کیا جاتا ہے، چنانچہ رمضان المبارک کے سارے مہینہ کی تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت روزہ ہے، اس کا مقصد تقویٰ کا حصول ہی ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم
الصیام کما کتب علی الذین
من قبلکم لعلکم تتقون۔
(البقرۃ)

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزوں کو فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا مزاج بنے۔

اور روزہ کا عمل ہو یا اور کوئی عمل..... اللہ تبارک و تعالیٰ رمضان کے ان سارے اعمال سے یہ سبق سکھانا چاہتے ہیں کہ انسان اپنی مرضی سے کچھ نہ کرے..... بلکہ ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق کرے، اس لئے رمضان المبارک دراصل آخرت سنوارنے..... اللہ کی رضا دلانے کا سب سے بڑا اہم ترین سیزن ہے..... اور اللہ کی رضا، مغفرت اور بخشش کے حصول کا سبب ہے۔

چنانچہ سیدنا کعب ابن عجرہؓ کی روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے ہم کو منبر کے قریب ہونے کا حکم دیا، ہم سب رسول اکرم ﷺ کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے منبر کے قریب ہو گئے..... یہاں تک کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خلاف معمول پہلے زینہ (سیڑھی) پر قدم رکھا اور آمین فرمایا..... دوسرے زینہ (سیڑھی) پر قدم رکھا آمین فرمایا اور اس کے بعد تیسرے زینہ پر قدم رکھا آمین فرمایا۔

قال رسول اللہ ﷺ احضروا
المنبر فحضرنا، فلما ارتقی
رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا منبر کے قریب ہو جاؤ تو ہم سب منبر کے قریب ہو گئے، رسول

درجۃ قال امین، فلما ارتقی
الدرجة الثانية قال امین، فلما
ارتقی الدرجة الثالثة قال امین۔
اکرم ﷺ (خطاب کرنے کیلئے منبر کی) پہلی
سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا امین، پھر دوسری
سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا امین، پھر جب
تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو امین فرمایا۔

جب کبھی آنحضور ﷺ کو صحابہ کرامؓ سے خطاب کی ضرورت پیش آتی تو موقع کی مناسبت سے کبھی منبر پر تشریف فرما ہو کر..... اور کبھی بغیر منبر پر تشریف فرمائے خطاب فرمایا کرتے تھے۔

البتہ اس موقع پر ایک خاص اور نئی بات صحابہؓ کے لئے یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ منبر پر تشریف فرما کر خطاب فرمایا اور کئی مرتبہ چڑھے..... مگر کبھی بھی منبر پر چڑھتے وقت امین نہیں فرمایا صحابہؓ کو عجیب سا معلوم ہوا۔..... احادیث مبارکہ میں خلاف معمول امین کی وجوہات ذکر کی گئی ہیں..... منجملہ ان کے ایک مرتبہ امین آنحضور ﷺ نے اس مقصد سے فرمایا کہ حضرت جبریل امینؑ نے یوں بددعا دی ”ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا بابرکت اور مسعود موقع پایا اور اپنی مغفرت کا سودا اور سامان نہیں کیا“ تو آپ ﷺ نے امین فرمایا۔

اس واقعہ سے رمضان المبارک مغفرت اور اللہ کی رضا کا اہم ترین اور غیر معمولی سیزن معلوم ہوتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ رمضان المبارک کو دنیاوی..... اور فنا ہونے والے شیطان کے کاموں کا سیزن ہرگز نہ بنایا جائے، بلکہ رمضان کو عبادت کا سیزن اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرار دیا ہے..... اور رسول اکرم ﷺ نے عملی طور پر عبادت کا سیزن ثابت فرمایا۔

نیز دنیا اور دنیا کی چیزوں کے لئے سال کے گیارہ مہینے تو سیزن ہیں ہی..... اس لئے رمضان المبارک کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے اس کے تقدس کو ہرگز مجروح نہ کیا جائے..... اور رمضان المبارک میں اپنی مغفرت کا سامان فراہم کر لینا چاہئے، ہو سکتا ہے ہماری فکر سے ہم کو رمضان المبارک کا خیر مل جائے اور ہم رحمت، مغفرت اور جہنم سے خلاصی کے مستحق ہو جائیں۔

رمضان المبارک مایوسی میں امید

دیکھتے ہی دیکھتے رمضان المبارک خیر اور بھلائی کے ساتھ حاضر ہو گیا ہے نہ جانے کتنے لوگوں کی مغفرت اور بخشش کا پیغام لے کر بڑے انتظار کے بعد آئی گیا۔

رمضان یہ عربی لفظ ہے رمض سے بنایا گیا ہے اور رمض کے معنی ہیں جلانا چونکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے رمضان المبارک کی قدر کرنے والوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے..... اس اعتبار سے گویا یہ مہینہ انسان کے گناہوں کو اور برائیوں کو جلا کر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت کا مستحق بناتا ہے اسی وجہ سے اس مہینہ کا نام رمضان رکھا گیا..... یہ مہینہ سال بھر کے تمام مہینوں کا سردار ہے..... نیز یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”سید الشہور رمضان کہ رمضان مہینوں کا سردار ہے“۔ ایک اور حدیث میں فرمایا ”رمضان شہر اللہ کہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے“۔

بڑی برکتوں اور سعادتوں والا یہ مہینہ تمام مسلمانوں کے حق میں مہمان ہے..... جیسے کوئی مہمان کسی کے پاس آتا ہے تو خیر اور بھلائی کو لے کر حاضر ہوتا ہے اسی طرح رمضان المبارک بھی خیر اور بھلائیوں کا مجموعہ ہے: اپنے مہمان رمضان المبارک کی صحیح قدر کرنے کی ضرورت ہے۔

مہمان کی آمد پر تیاری:

جب کسی کے پاس کوئی مہمان آنے والا ہو تو وہ مہمان جیسی ضرورت ہوتی ہے اسی اعتبار سے کبھی اطلاع دے کر مہمان بنتا ہے..... اور کبھی بغیر اطلاع کے بھی مہمان بن جاتا ہے..... میزبان اپنے مہمان کی میزبانی میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑتا..... ویسے اصل بات یہ ہے کہ مہمان کو چاہئے کہ وہ کسی کے پاس بھی جا رہا ہو..... یا مہمان بن رہا ہو وقت سے پہلے اس کی اطلاع دیدے..... تاکہ میزبان کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے..... چونکہ رمضان المبارک مہمان ہے مسلمانوں کے حق میں..... اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے مہمان کے استقبال کی تیاری کا حکم دیا۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شعبان المعظم کے آخری ایام میں ہمارے درمیان ایک بلیغ خطبہ دیا جس میں مہمان رمضان المبارک کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

ایہا الناس قد اظلمکم شہر
عظیم مبارک شہر فیہ لیلۃ
خیر من الف شہر۔ شہر جعل
اللہ صیامہ فریضۃ و قیام لیلہ
تطوعاً۔ اللهم
اے لوگو! تم پر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا
مبارک مہینہ ہے اس مہینہ میں ایک رات آتی
ہے جس رات میں عبادت ہزار مہینوں سے
بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو
فرض قرار دیا اور اس کی رات کے قیام
(تراویح) کو ثواب کا ذریعہ بنایا۔

مہمان مہینہ رمضان المبارک کی عظمت کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ نے باضابطہ اس مہمان کی خصوصیات کے تذکرہ کے لئے بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا..... اور یہ صرف رمضان ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی مہینہ کی ابتداء میں کبھی تقریر فرمائی ہو اس مہینہ کی خصوصیات کے تذکرہ کے لئے۔

آمد سے پہلے توجہ دلانے کا منشاء:

حضرات علماء کرام نے تحریر فرمایا چونکہ سارے مہینے اللہ کے بنائے ہوئے ہیں مگر خیر و بھلائی..... مغفرت کا پروانہ صرف رمضان ہی میں ہے..... کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ محترم مہمان آجائے اور تم اس کی ناقدری کرو..... اگر تم ناقدری میں رہو گے تو یہ بڑی بد نصیبی ہوگی..... اسلئے یہ احساس دلانے کیلئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی تھوڑی بھی ناقدری تمہارے لئے وبال جان ہو جائے گی..... اس کی مکمل عظمت کا خیال رکھنا اسلئے کہ رمضان المبارک کی قدر دانی یعنی مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت تمہارے لئے مغفرت کا پروانہ ہوگی۔

رمضان میں ابتداء سے انتہاء تک بخشش کا پروانہ ہے:

یوں تو تمام مہینے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں مگر رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی موجوں کے مانند ہے کہ بندوں کی کوئی بھی اداسند آجائے..... تو مغفرت کا پروانہ عطا کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے تیس دنوں کو اپنی شان کریمی سے معافی کے پروانہ کے لئے مختص فرمادیا:

اولہ رحمة و اوسطہ مغفرة و اس مہینہ کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور دوسرا حصہ آخرہ عتق من النار۔

مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے خلاصی ہے۔

اب نہیں تو پھر کب بخشا جائے گا؟

اللہ تعالیٰ چاہے تو غیر رمضان میں بھی بخش دے مگر اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہی رہا ہے کہ عام دنوں کے مقابلہ میں رمضان المبارک میں زیادہ بخشش کے فیصلے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس تو بہانوں کی تلاش ہے..... کسی نیکی کو بہانہ بنا کر مغفرت فرمادیں اللہ کی مہربانی ہے..... مغفرت اور بخشش کا ایسا حسین اور نایاب موقع ہاتھ لگ گیا پھر کوئی اس کی قدر نہ کرے اور مغفرت کا سامان نہ کرے تو یقیناً وہ محروم القسمت ہی متصور ہوگا۔

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ”منبر کے قریب ہو جاؤ! تمام صحابہ کرامؓ منبر کے قریب ہو گئے..... اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اس موقع سے تین بددعائیں دیں..... اور رسول اکرم ﷺ سے ان بددعاؤں پر آمین کہنے کی درخواست کی اور رسول اکرم ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین..... دوسری پر قدم رکھا فرمایا آمین..... اور تیسری پر قدم رکھا فرمایا آمین..... صحابہ کرامؓ نے آمین کہنے کی وجہ دریافت کی تو پورا واقعہ یعنی جبریل کی بددعاء کا..... اور بددعاء پر آمین کہنے کی جبریل علیہ السلام کی گزارش کو ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا:

من ادرك رمضان فلم يغفر له۔ جس شخص نے رمضان المبارک کی ساعتوں
قلت آمین۔ کو پایا پھر اس نے عبادت کر کے رو دھو کر

اپنی مغفرت نہیں کروالی اس کی ہلاکت ہو تو
میں نے (جبریل کی بددعا پر) آمین کہا۔

گناہوں سے بچانے کا اہتمام:

شیطان مردود و ملعون جس نے سرکشی اور گناہ و نافرمانی کی بنیاد ڈالی..... خود تو ذلیل ہوا.....
اور اب دوسروں کو بھی اپنے نقش قدم پر چلا کر ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے..... بڑا مفاد پرست اور خود
غرض ہے۔ اس کی خود غرضی کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے..... خود اسی کی زبانی جو قیامت کے
دن یہ دوزخیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ظاہر کرے گا..... جب اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو جنت
کی خوشخبری سنائیں گے..... اور برے نافرمان لوگوں کے لئے جہنم کا فیصلہ فرمائیں گے..... تو نیک
لوگ جلدی اپنی آرام گاہوں کی طرف چلتے بنیں گے..... اور نافرمان لوگ اپنے آپ پر افسوس
کرتے ہوئے اپنے نفس پر ملامت کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہیں گے..... شیطان جو
نافرمان لوگوں کا دوزخ میں سردار ہوگا..... وہیں اپنی خود غرضی کی ایک تقریر کرے گا۔

وقال الشيطان لما قضی الامر
ان الله وعدكم وعد الحق
ووعدتكم فاخلفتكم ووما كان لى
عليكم من سلطان الا ان دعوتكم
فاستجبتم لى فلا تلمونى ولوموا
انفسكم۔ (ابراہیم: ۲۲)

اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان
بولے گا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے جو تم سے وعدہ
کیا تھا وہ سچا وعدہ تھا..... اور جو وعدے میں
نے کئے وہ سب کے سب جھوٹے تھے.....
میرا تم پر کوئی زور تو نہیں چلتا تھا اور تم پر میری
کوئی حکومت تو نہیں تھی..... مگر بات صرف
اتنی تھی کہ میں نے تم کو دعوت دی اور تم نے

اسے قبول کر لیا اب مجھ پر لعنت ملامت نہ کرو
بلکہ اپنے آپ پر لعنت برساتے رہو تمہاری
پکار پر اب میں بالکل مدد نہیں کر سکتا۔

دیکھا آپ نے کتنا خود غرض اور مفاد پرست ہے شیطان..... سیدھے راستے سے بھٹکانے اور دنیا
کی لالچ دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور دوزخ کے فیصلے ہونے کے بعد انجان بننے کی جستجو میں ہے۔
یہ شیطان سال بھر سوائے رمضان کے گیارہ مہینوں میں آزاد گھومتا بھٹکتا رہا..... رمضان چونکہ
مغفرت کے پروانہ والا مہینہ ہے..... اس لئے شیطان کو گرفتار کر لیا جاتا ہے..... مقید کر دیا جاتا ہے تا
کہ اپنی آزادی سے کسی کو نہ بھٹکا سکے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

و تصفد فیہ مرۃ الشیاطین رمضان میں سرکش شیاطین کو مقید کر دیا جاتا
فلا یخلصوا فیہ الی ما کانوا ہے کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف
یخلصون الیہ فی غیرہ۔ نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں
پہنچا جاسکتا ہے۔

یعنی شیاطین، چونکہ انسان کو نافرمانی کی ڈگر پر لگاتے ہیں اس لئے ان کو مقید کر دیا..... اب
انسان شیطان کے بھٹکانے سے محفوظ ہو گیا..... تو انسان مغفرت اور بخشش سے کچھ ہی دور
ہے..... عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کو منالے اور اپنی بخشش و مغفرت کا سودا کر لے۔

تم کو معاف کرنا چاہتا ہے:

شیطان مقید ہو گیا یعنی گرفتار کر لیا گیا اب چونکہ کوئی بھٹکانے والا کوئی نہیں رہا اس لئے بندہ کے
پاس بڑے مواقع ہیں مغفرت اور بخشش کو حاصل کرنے کے..... نیز خود اللہ تعالیٰ بھی مہربان ہے جو
خود سے اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہو کر گناہوں کو معاف کرنا چاہتا ہے۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے..... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رمضان اتاکم رمضان شہر
برکۃ یغشاکم اللہ فیہ فینزل
الرحمة و یحط الخطایا و
یستجیب فیہ الدعاء۔
رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکتوں والا
ہے حق تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ
ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے
ہیں خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں دعاؤں کو
قبول کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کی غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے مغفرت اور بخشش کے ذرائع اس ماہ
مبارک اور مہمان مہینہ میں جمع کر دئے ہیں..... سحری، روزے، افطار، تراویح، تہجد کی شکل میں۔
تاکہ انسان اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے..... اور اپنے مولائے حقیقی کو راضی
کر کے بخشش و مغفرت کا مستحق بن سکے..... حقیقت یہ ہے کہ رمضان کا ہر لمحہ قیمتی ہے..... پوری عظمت اور
وقار کے ساتھ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالانا چاہیے..... اسلئے کہ رمضان کے ہر عمل پر مغفرت
کا وعدہ کیا گیا چنانچہ انسان کی صبح کا پہلا عمل سحری سے شروع ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
☆ ان اللہ و ملائکتہ یصلون بیشک اللہ تعالیٰ سحری کرنے والوں پر رحمت
نازل فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت
کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

☆ دوسرا عمل روزہ جس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صام رمضان ایمانا و
احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ
جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان کی
حالت میں ثواب کی امید کرتے ہوئے حق
تعالیٰ اس کی اگلی اور پچھلی خطاؤں کو معاف
کر دیتے ہیں۔

☆ تیسرا عمل افطار کسی اور کو کرانے پر مغفرت کا پروانہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا رسول اکرم

ﷺ نے:

من فطر فيه صائما كان مغفرة
لذنوبه و عتق رقبتة من النار -
(الترغيب والترہیب ۵۴/۲)
جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کر دے اس کیلئے
گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے
نجات کا سبب ہوگا۔

☆ اور چوتھا عمل تراویح جس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قام رمضان ايمانا و
احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه
جس نے رمضان میں (تراویح) قیام لیل کیا
ایمان کی حالت میں ثواب کی امید سے اس کی
کچھلی اور اگلی خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

☆ پھر ان سب سے بڑھ کر روزے داروں کی روزانہ دن اور رات میں کم از کم ایک ایک دعاء
ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله تبارك و تعالى عتقاء في
كل يوم وليلة يعنى في رمضان
وان لكل مسلم في كل يوم و
ليلة دعوة مستجابة -
بیشک اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن اور رات
میں جہنم کے قیدیوں کو آزاد فرماتے ہیں اور
ہر مسلمان کی رمضان کے ہر دن اور رات
میں ایک دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔

نیز روزہ دار کی دعاء کو رد نہ کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے:

الصائم لا ترد دعوته -
روزہ دار کی دعاء جب تک وہ روزہ کی حالت
میں ہوتا ہے رد نہیں ہوتی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ رمضان کی عظمت کو پہچانیں اور پھر اس کی قدر دانی میں کسی قسم کی کوئی
کسر نہیں چھوڑنا چاہئے..... نہیں معلوم رمضان مہینہ پھر ملے گا بھی یا نہیں..... موقع کو غنیمت جان لینا
عقلندی ہے۔ و ما یذکر الا اولوا الالباب نصیحت سے عقلمند ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہ موقع پھر ملے کہ نہ ملے

کوئی بھی نیک کام چاہے وہ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا ہو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے..... اس لئے کہ وہ نیک کام انسان اپنی ذات سے نہیں کرتا بلکہ نیک کام کی توفیق اللہ کی طرف سے عطاء کی جاتی ہے اور ہر برا کام چاہے وہ کیسا بھی ہو اس کی مذمت اور برائی کی جانی چاہئے۔ ہر نیک کام پر حق تعالیٰ جل شانہ نے نیکیاں لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور نیک کام کے ارادہ پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور برے کام کے صرف ارادہ پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا؛ بلکہ جب تک برا کام نہ کرے اس وقت تک وہ برا کام نہیں لکھا جاتا۔

ایک گناہ پر ایک گناہ لکھا جاتا ہے اور ایک نیکی پر کم از کم دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں؛ چنانچہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ جل شانہ نے ضابطہ بیان ارشاد فرمایا:

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها وهم لا يظلمون (الانعام)

جو کوئی ایک نیکی (والا کام) کرے گا اس کو دس نیکیوں کے برابر ثواب دیا جائے گا اور جو کوئی ایک گناہ کرے گا اس کو گناہ کی سزا ایک گناہ کے برابر دی جائے گی ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نیکی کا مذکورہ حساب غیر رمضان سے متعلق ہے..... یعنی رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں یہ حساب چلتا رہے گا..... اور رمضان المبارک کی آمد دراصل اللہ تعالیٰ کی جود و سخا اور عطایا کی بارش کا موسم ہے..... ساری دنیا کے خزانوں کا مالک، بادشاہ ہمیشہ اپنے بندوں پر مہربان..... اور اب تو مہربانی کا انداز ہی نرا لا ہے۔

اب تک تو ایک نیکی کے بدلے دس دینے کا معمول تھا..... اب کیا رمضان المبارک آگیا داد و دہش کی بارش ہے، بس بہانوں کی تلاش ہے، کسی نے تھوڑا کیا تو زیادہ ثواب اور کسی نے زیادہ کیا تو اللہ

تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنی شان سے عطا کر رہا ہے..... اس کے خزانے بڑے وسیع ہیں..... دنیا کے خزانے خرچ کرنے سے کم ہوتے ہیں اور اس کی مقدار میں کمی آتی رہتی ہے..... اللہ کے خزانوں کی کوئی حد و انتہا نہیں وہ کنویں اور چشمے کے جھرنوں کی طرح ہیں کہ جتنا نکالو گے اتنا ہی اضافہ ہوتا رہے گا۔

اب اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ اتنا سب کچھ دینے کے وعدہ کے بعد ہر انسان کی جھولی بھر جائے، بہت سارا خیر ہر کس و ناکس کو مل جائے، کسی طرح بندہ اپنے روٹھے ہوئے رب، پالٹنہار اور خدا کو منالے، اس لئے کہ رب راضی تو سب راضی..... اور رب ناراض تو ہر چیز اپنے سے روٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی پکار لگا رہا ہے کہ موقع غنیمت ہے..... نہ معلوم یہ موقع زندگی میں پھر ملے گا بھی یا نہیں، ٹوٹ کر حاصل کرنے کا، رب کو منانے کا زین موقع ہاتھ لگا ہے، چنانچہ اعلان ہوتا ہے:

یا باغی الخیر اقبل و یا باغی
الشر اقصر ولله عتقاء من النار
اے خیر کے متلاشی خیر کے کاموں کو کرتا جاو
راے شر کے متلاشی گناہ اور معصیت کے
کاموں سے اپنے آپ کو دور رکھ، اللہ تعالیٰ
وذلك کل ليلة.

(مشکوٰۃ شریف ۱۷۳)

رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں جہنم سے
قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔

اور چونکہ انسان جتنے بھی معاصی اور گناہ کرتا ہے اپنی مرضی سے زیادہ..... شیطان کے بہکانے اور پھسلانے کی وجہ سے کرتا ہے..... صرف خیر کے کاموں کی دعوت دیدی جائے..... اور بہکنے اور نافرمانی، گناہ کے اسباب پر روک نہ لگائی جائے..... تو خیر کی دعوت سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا..... اس لئے پہلے گناہ کے ذرائع کو ختم کیا یعنی شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے..... زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے..... تاکہ شیطان اپنی آزادی سے گمراہ نہ کر سکے..... چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا دخل رمضان فتحت ابواب
السماء وفى رواية فتحت ابواب
رمضان المبارک کی آمد ہوتی ہے تو آسمان کے
دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک روایت

الجَنَّةُ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے
وَسُلِّسَتْ الشَّيَاطِينُ ہیں اور جہنم کے دروازے کو بند کر دیا جاتا ہے اور
(مشکوۃ ۱۷۳) شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

اچھے اور خیر کے کاموں کی دعوت دیدی گئی..... اور خیر کی طرف مائل ہونے اور شر کے
کاموں سے محفوظ رہنے کے لئے شیطان کو مقید کر دیا گیا..... ساتھ میں مزدور کی اجرت بھی حق تعالیٰ
شانہ نے اپنی رحمت خاصہ سے بڑھادی، اور اس کی مزدوری میں اضافہ کر دیا۔

عام ایام میں ایک کے بدلہ دس اور رمضان المبارک خیر و برکت، فلاح و سعادت کا مہینہ ہے
..... اس لئے ایک کے بدلے کئی گنا اضافہ، نفل کام کے انجام دینے پر فرض کا..... اور ایک فرض ادا
کرنے پر ستر فرض ادا کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے..... چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں کوئی نفعی
(ای من انواع النفل) کان کمین ادا کام کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے غیر رمضان
فریضۃ فیما سواہ ومن ادا میں کوئی فرض ادا کیا اور جس شخص نے رمضان
فریضۃ فیہ کان کمین ادا سبوعین المبارک میں ایک فرض ادا کیا وہ ایسا ہے جیسے
فریضۃ فیما سواہ۔ (مشکوۃ ۱۷۳) اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیا۔

گویا یہ لوٹنے کا زرین موقع ہے۔ لوٹنے کے وقت جس کو جو ہاتھ لگ جائے وہ اس کے لئے غیر معمولی
اہمیت کا حامل ہوتا ہے..... لوٹتے وقت تو بس ایک ہی دھن سوار رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوٹ لوں بعد
میں دیکھا جائے گا کہ کیا کیا ہاتھ لگا ہے..... ایسا ہی موقع رمضان المبارک کی آمد پر لوٹنے کا ہے..... بے
حساب اجر دینے کا، مغفرت، رحمت کے عطا کرنے کا اور جہنم سے خلاصی کا پروانہ..... اس سے بڑی اور کیا
لوٹ ہو سکتی ہے، اس لئے رمضان المبارک کی آمد کو نہایت زرین اور قیمتی موقع تصور کرنا چاہئے۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ رجب کی آمد پر اپنے آپ کو عبادت و ریاضت کے لئے کس

لیتے یعنی تیار کر لیتے، عام ایام کی عبادت اور رمضان المبارک کی عبادت میں رسول اکرم ﷺ کے معمولات میں بڑا فرق پایا جاتا تھا..... نیز رسول اکرم ﷺ رجب کی آمد ہوتی تو یوں دعا فرماتے:

اللہم بارک لنا فی رجب اے اللہ رجب اور شعبان کے مہینوں میں
 وشعبان وبلغنا رمضان۔ برکت نازل فرمائیے اور ہم کو رمضان المبارک
 عطا فرمائیے۔

موت کس کو کب آنے والی ہے اس کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔
 اس دعا کا خلاصہ یہ ہے کہ رجب اور شعبان کو ہماری صحت و عافیت کے ساتھ گزار دیجئے
 تاکہ ہماری عمر میں برکت ہو اور ہم کو زندگی کی حالت میں رمضان المبارک مل جائے۔ اسلئے رمضان
 المبارک بڑے خیر اور سعادتوں کو لے کر آ رہا ہے۔

اے اللہ سعادتوں سے اور رحمتوں سے مالا مال ہونے کے لئے ہماری عمروں میں برکت
 دیجئے تاکہ ہم رمضان المبارک کے خیر، سعادت اور رحمتوں سے محروم نہ ہوں..... رمضان المبارک کا
 ایک ایک لمحہ بڑی عظمتوں والا ہے اس ماہ محترم کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے..... رسول اکرم ﷺ
 نے حضرت جبریل علیہ السلام کی بددعا پر آمین فرمائی..... جس کی صراحت احادیث میں موجود
 ہے..... حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

من ادرك رمضان فلم يغفر له جس نے رمضان المبارک کا محترم مہینہ پایا اور
 مغفرت کی فکر اور جستجو نہیں کی تو میں نے آمین کہا

اس حدیث پر غور کیا جائے کہ کتنی سخت وعید ہے، ہم میں کتنے ایسے ہیں جنہوں نے مغفرت
 کی فکر کی..... اور کسی نے اب تک پچیس اور کسی نے پچاس رمضان پالئے مگر مغفرت کی فکر نہیں کی.....
 خدا نخواستہ ہم بھی جبریل کی بددعا..... اور رسول اکرم ﷺ کی اُس آمین کے مستحق تو نہیں..... اللہ
 تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

سحری..... فضائل و مسائل

رمضان المبارک کی کیا آمد ہوئی ایک مسلمان کے معمولات میں تبدیلی آ جاتی ہے۔
رمضان المبارک برکتوں اور سعادتوں کے حصول کا مہینہ ہے، یقیناً وہ شخص سعادت مند ہے جو
رمضان المبارک کی آمد سے پہلے رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری کرے اور رمضان المبارک
کی آمد پر اپنے معمولات میں ایسی تبدیلی لے آئے جس سے رمضان المبارک کی عبادتوں کو بحسن و
خوبی ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار ہو جائے۔

رمضان المبارک دراصل ایک مسلمان اپنی زندگی کیسے گزارے کا نمونہ ہے..... عام دنوں
میں جو کام نہیں ہو سکتے رمضان المبارک میں وہ کام اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے انسان کر لیتا ہے۔
رمضان المبارک میں کھانے کے اوقات میں تبدیلی آ جاتی ہے، روزانہ تین وقت باضابطہ صبح،
دوپہر شام کے نام سے کھانا روٹی اور بے ضابطہ میں عصرانہ کے موقع سے شام کے وقت میں چائے
وغیرہ عام طور پر ہر شخص کا معمول ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت کے لئے ہے کہ..... رمضان المبارک
کا چاند دیکھ لو تو اب کھانے کی ترتیب روزانہ سے الگ ہونی چاہئے۔

ظاہر میں تو یہ دکھائی دیتا ہے کہ انسان صرف دو وقت ہی کھاتا ہے..... یا کم کھاتا ہے..... مگر
جتنا رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ انسان کو کھلاتے ہیں اتنا کسی اور مہینہ میں کھانا نصیب نہیں ہوتا۔
علی الصبح فجر کی اذان سے پہلے اللہ کا حکم ہے کہ سحری کرو۔

سحری کرنے میں بعض مرتبہ لوگ سستی کا ہلی اور غفلت سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ
سحری کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں اور سحری دراصل اللہ تعالیٰ کی برکت ہے، سحری کر کے برکت
حاصل کرنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تسحروا فان في السحور بركة۔ سحری کیا کرو اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔
(مشکوٰۃ: ۱/۱۷۵)

سحری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے اعزاز ہے۔
ایک حدیث میں تو سحری کے ذریعہ روزہ کے لئے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

استعينوا بطعام السحر علی سحر میں کھانا کھا کر دن کے روزہ کیلئے مدد حاصل
صیام النهار۔ (ابن ماجہ: ۱۲۳) کرو۔

یعنی سحری کرو تا کہ دن کے روزہ میں پریشانی سے بچ سکو۔

روزہ شروع ہوتا ہے سحری سے کہ سحری کھانے اور پینے سے فارغ ہو گیا..... اذان فجر سے
پہلے..... اب دل سے نیت کر لی کہ مجھے روزہ رکھنا ہے یا دل کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کر لی:
نویت بصوم غد یا ”میں آج کاروزہ رکھتا ہوں“ اس عمل سے روزہ شروع ہو جاتا ہے۔

روزہ پچھلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے:
کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ (البقرہ)
تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پچھلی
قوموں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔

البتہ مسلسل ایک مہینہ تک روزوں کی فرضیت اس امت کی خصوصیت ہے..... گذشتہ قوموں
میں روزوں کا حکم تھا، کسی قوم پر ایک، کسی پر دو اور کسی پر اس سے زیادہ روزوں کی فرضیت تھی۔

رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر روزے کے لئے طاقت حاصل کرنے کے لئے سحری کی
نہ صرف اجازت ہے..... بلکہ شریعت مطہرہ کا حکم ہے..... پچھلی قومیں روزہ رکھنے کا ارادہ کرتیں تو
رات میں سوتے وقت کچھ کھالیں پی کر سو جاتیں..... روزہ شروع..... اب اٹھ کر کچھ کھانے کی
اجازت نہ پینے کی اجازت ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے یہود و نصاریٰ اور امت محمدیہ کے روزوں میں فرق کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

فصل ما بین صیامنا و صیام اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور ہمارے روزہ اہل کتاب اکلۃ السحر۔ کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔ (مشکوٰۃ: ۱۷۵)

یعنی اہل کتاب بغیر سحری کے روزہ رکھنے کے پابند تھے..... اور امت محمدیہ کو یہ سہولت فراہم کی گئی کہ سحری کر کے روزہ رکھا کریں، اس لئے کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔

سحری کرنے سے یہ فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں

☆ سحری میں اٹھنے سے تہجد کی ادائیگی کا موقع مل جاتا ہے، سال بھر فجر میں اٹھنا دشوار تھا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فجر سے بھی پہلے سحری کیلئے بیدار ہو گیا، تہجد اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا بہترین ذریعہ ہے، سحری کے لئے اٹھنا ہی ہے تو کچھ پہلے بیدار ہو جائیے تو دونوں کام یعنی تہجد اور سحری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

☆ عام دنوں میں فجر کی ادائیگی مشکل کام تھا، سحری سے فراغت ہوئی کچھ ہی دیر میں اذان اور اس کے بعد سنت کی ادائیگی پھر باجماعت فجر کی نماز کی ادائیگی کا زرین موقع۔

سحری کرنے کا حکم ہے

بعض لوگ نیند کے غلبہ کی وجہ سے..... یا دیر سے سونے کی وجہ سے سحری میں نہیں اٹھتے یا تو بغیر سحری کے روزہ رکھ لیتے ہیں..... یا سحری کر کے سو جاتے ہیں، ایسی صورت میں روزہ تو ہو جاتا ہے مگر سحری نہ کرنے کی وجہ سے سحری کی برکت سے محروم ہو گیا..... اور سحر میں نہیں بیدار ہو سکا تو فجر بھی نیند کی نذر ہو جاتی ہے اسی وجہ سے سحری بہر حال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بهذا السحور انه هو سحری بہر حال کیا کرو اس لئے کہ یہ بابرکت

الغذا المبارك۔ (کنز العمال: ۲۴۱/۸) کھانا ہے۔

سحری فجر کی اذان سے کم از کم دس منٹ پہلے ختم کر دینا چاہئے چاہے..... اذان اپنے محلہ کی ہو یا کسی اور محلہ کی۔

البتہ کچھ شریعت پرست دین سے ناواقف لوگ مسائل کی اہمیت کو سمجھ بغیر وقت سے پہلے اذان دیدیتے ہیں، ان کی اذان سے سحری پر اثر نہیں پڑتا..... سحری سے فارغ ہو کر لینے یا سونے کے بجائے گھر میں قرآن کریم کی تلاوت یا فضائل اعمال یا اور کوئی مستند عالم دین کی کتاب وغیرہ کی سماعت کا اہتمام کرنا چاہئے..... اس سے اعمال میں شوق پیدا ہوتا ہے اور نماز فجر بھی جماعت کے ساتھ ادا ہو سکتی ہے۔

روزہ کی نیت

نظام الاوقات کے درقیے تقسیم کئے جاتے ہیں جس پر روزہ کی نیت کے عنوان سے یہ عبارت تحریر کی جاتی ہے:

نویت ان اصوم غداً للہ تعالیٰ میں نیت کرتا/ کرتی ہوں کہ آج اللہ کے واسطے
من صوم رمضان۔ رمضان المبارک کا روزہ رکھتا/ رکھتی ہوں۔

اس عبارت کے بعد یہ بھی لکھا ہوتا ہے:

یا نویت بصوم غد۔ یا میں آج کے روزہ کی نیت کرتا ہوں۔

دوا لگ الگ انداز کی نیت ہے، ایک ساتھ لکھ دینے کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ پوری عبارت نیت سے متعلق ہے دونوں میں سے کوئی ایک عبارت نیت کے طور پر پڑھ سکتے ہیں۔

ویسے چونکہ ہمارے مادری زبان اردو ہے..... اس لئے اردو زبان میں یوں کہہ لینا: ”میں روزہ اللہ کے واسطے رکھتا ہوں“ اور زیادہ بہتر ہے..... نیز سال بھر کبھی فجر سے پہلے نہیں کھایا اب رمضان المبارک میں فجر سے پہلے سحری کے لئے اٹھ کر کھانا اور پینا بھی نیت کے درجہ میں سمجھا جائے گا۔

روزہ کی فضیلت..... احکام و مسائل

روزہ کسے کہتے ہیں؟

روزہ کی تعریف ہے: صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت کے ساتھ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے بچنا روزہ کہلاتا ہے..... چنانچہ روزوں کا مقصد حق تعالیٰ جل شانہ نے بیان فرمایا:

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (البقرہ)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر بھی فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔

روزہ فرض ہے ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر..... روزہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا..... البتہ کوئی بیمار ہے..... یا شرعی عذر کسی کو لاحق ہے..... تو وہ روزہ کے بعد میں یا شرعی عذر سے فراغت کے بعد قضاء کریں گے۔

روزہ کا فائدہ:

عام دنوں میں گناہوں کے کرنے میں آدمی کو شرم محسوس نہیں ہوتی..... مگر رمضان المبارک میں چونکہ گناہوں سے بچنے کی محنت ہو رہی ہے..... اس لئے گناہ کرنا تو دور کی بات ہے..... گناہ کی دعوت بھی دی جائے تو جواب میں کہتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں..... معلوم ہوا کہ روزوں کا نتیجہ نفع ظاہر ہوتا ہے۔

روزہ کی فضیلت:

ثواب کی نیت سے ایمان کی حالت میں کوئی شخص روزہ رہتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں، ایک اور حدیث میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے،

جس طرح تم جنگ میں ڈھال رکھتے ہو۔ (فتح الباری: ۴/۱۲۵)
یعنی جس طرح جنگ میں دشمن کے حملہ سے حفاظت کے لئے ڈھال کی ضرورت پڑتی ہے.....
اسی طرح جہنم سے حفاظت کیلئے ڈھال کی ضرورت پڑے گی..... اور روزہ جہنم کی آگ سے حفاظت
کیلئے ڈھال ہے۔ (ترمذی: ۱۵۹۱)

روزہ کا بدلہ:

حدیث قدسی میں ہے..... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
”روزہ میرے لئے ہے اور میں خود روزہ کا بدلہ ہوں“..... نیز روزہ کی حالت میں معدہ کے خالی
ہو جانے سے منہ سے بونٹکے لگتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”چونکہ معدہ میرے لئے خالی ہوا اس
لئے وہ بدبو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے“۔ (بخاری: ۲۵۴۱/۱)
ہر نیکی کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے اصول مقرر فرمایا ہے کہ ایک نیکی کے بدلہ دس نیکیاں دی
جاتی ہے اور روزہ بھی تو نیکی ہے..... مگر اللہ تعالیٰ نے اور نیکیوں سے بڑا مقام روزہ کو عطا فرمایا.....
اور روزہ دار کی فضیلت میں فرمایا ”چونکہ اس نے میرے لئے روزہ رکھا..... لہذا حق یہ ہے کہ روزہ کا
بدل میں خود ہو جاؤں“۔

روزہ اتنا افضل کیوں ہوا؟

کوئی بھی نیکی یا عبادت ہو اس میں بہر حال دکھاوا، نام و نمود، شہرت کا عنوان اس پر دیا جاسکتا
ہے..... اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اس میں ریاء، نام و نمود کا شائبہ تک نہیں ہوتا..... چنانچہ رسول
اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیس فی الصیام ریاء۔ کہ روزہ میں ریاء نہیں۔ (فتح
الباری: ۴/۱۲۹)

چونکہ روزہ کی غیر معمولی اہمیت احادیث کے اندر ذکر کی گئی ہے اس لئے ذیل میں روزہ کے
ضروری اور اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

روزہ سے متعلق ضروری مسائل

☆ سحری کرنا نیت کرنے کے درجہ میں ہے..... الگ سے روزہ کی نیت ضروری نہیں۔ (فتاویٰ

عالمگیری: ۱۹۶/۱)

☆ رات میں نیت کر کے سویا کہ صبح روزہ رکھنا ہے اور صبح بیدار ہوا..... سحری کر لیا اب نیت کی ضرورت نہیں۔

☆ کسی بھی زبان میں نیت کی جاسکتی ہے۔

☆ سحری میں خیر و برکت ہے..... مگر سحری کے لئے بیدار نہیں ہو سکا بغیر سحری روزہ رکھا جاسکتا ہے، البتہ اس کی نیت تقریباً بارہ بجے کے اندر کر لینا چاہئے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱۹۶/۱)

☆ بھول کر روزہ میں کچھ کھالیا..... یا پی لیا، چاہے وہ ایک لقمہ ہو یا ایک گھونٹ، کم یا زیادہ روزہ نہیں ٹوٹا۔ (مراتی الفلاح: ۳۶۰)

☆ معانہ کے لئے خون نکلوانا جائز ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱۹۹/۱)

☆ زندہ بام، زندہ طلسمات جسم کے اوپر لگایا جاسکتا ہے، نیز سر میں تیل..... آنکھوں میں سرمہ یا دوا ڈالنے کی بھی اجازت ہے۔

☆ رات میں نہانے کی ضرورت محسوس ہوئی، سحر میں نہیں نہاسکا..... یہاں تک کہ روزہ شروع ہو گیا..... یا فجر پڑھ کر سو گیا اور غسل کی ضرورت پیش آ گئی..... تو اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (شامی: ۳۲۷)

☆ روزہ میں بال کٹوانے اور نہانے کی کسی بھی وقت میں اجازت ہے۔

☆ نہاتے وقت کان میں پانی چلا جائے یا کان میں دوا ڈالنے کی ضرورت پڑ جائے تو روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (طحاوی: ۳۶۲)

☆ روزہ میں اگر بتی، عطر وغیرہ کی خوشبو سونگھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱۹۶/۱)

☆ شوگر کے مریض یا اور کوئی ایسا مریض جس کو ہر تھوڑی دیر میں کچھ نہ کچھ کھانے کی ضرورت پڑتی ہو تو ایسے شخص کے لئے کسی مستند عالم دین سے مشورہ کر کے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے..... البتہ ہر روزہ کی طرف سے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

☆ دمہ کے مریض کے لئے روزہ کے دوران آکسیجن کی ضرورت پڑ جائے اور اس میں کوئی دوا کی آمیزش نہ ہو تو اس کی اجازت ہے..... البتہ دوا اس آکسیجن میں ملی ہوئی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
☆ بہت زیادہ بوڑھے شخص کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے..... البتہ ہر روزہ کی طرف سے فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔

☆ مسافر حالت سفر میں روزہ چھوڑ سکتا ہے مگر بعد میں قضاء کرنا ہوگا۔

☆ حاملہ عورت حمل کے دوران روزے چھوڑ کر حمل کے بعد چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء کرے گی۔

☆ کسی عورت کو دودھ پینے والا چھوٹا لڑکا ہو..... اور روزہ کی وجہ سے دودھ اترنے میں کمزوری کا خطرہ ہے تو رمضان کے روزوں کو چھوڑ دے اور بعد میں ان روزوں کی قضاء کر سکتی ہے۔

☆ حیض و نفاس کی حالت (عورتوں کی ناپاکی کے ایام) میں رمضان المبارک کے روزے چھوڑ دیں گی بعد میں پاکی کی حالت میں قضاء کریں گی۔ (طحاوی علی المراتی: ۳۳۸)

☆ بلا ضرورت روزہ توڑنے یا چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ روزہ میں غیبت کرنے سے روزہ میں نقص آ جاتا ہے..... نیز چغلی یا بدنگاہی سے بھی روزہ میں خرابی آتی ہے..... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی قوی یا فعلی گناہ نہ چھوڑے روزہ کی حالت میں..... تو اس کا بحالت روزہ بھوک و پیاس برداشت کرنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ (ترمذی: ۱۵۰۸)
☆ روزہ کی حالت میں افطار کی دعاء پڑھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ روزہ رکھنے والا پوچھنے پر الحمد للہ اور روزہ نہ رکھنے والا لب کہے..... اس کی شریعت میں

کوئی اصل نہیں۔

☆ افطار سے پہلے دعاء کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے۔

☆ اسکول یا کالج کے امتحان یا اور کسی کام کے بہانے سے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، نیز یہی حکم لڑکی کے لئے بھی ہے۔

☆ والدین کے ذمہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائیں تو روزہ رکھنے کی نہ صرف تلقین کرنا چاہئے بلکہ ضرورت پر سختی بھی کرنا چاہئے۔

☆ کوئی شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو تو مسلمان ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے..... البتہ اس پر فدیہ دینا لازم ہوگا..... اور ایک روزہ کا فدیہ پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

دنیا کے جن خطوں میں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے وہاں نماز روزہ کے اوقات کے تعین کیلئے قریبی معتدل اوقات والے ملک کو معیار بنایا جائیگا، اور رات دن کے بارے میں وہاں کے نظام الاوقات کے مطابق نماز روزہ وغیرہ کو ادا کیا جائے گا..... اگر کسی نے پورے دن کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا..... یہاں تک کہ شام تک بھوکا پیاسا رہا..... لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا تو روزہ نہ ہوگا۔

☆ اگر عورت صبح صادق کے بعد دن میں کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو آج کے دن وہ روزہ نہیں رکھے گی..... بلکہ بعد میں اس دن کی قضاء کرے گی۔

☆ اگر کوئی عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:
(الف) اگر وہ دن مکمل حیض میں رہ کر پاک ہوئی ہے تو..... اب خواہ صبح صادق سے قبل اسے غسل کا موقع اور وقت ملا ہو..... یا نہ ملا ہو بہر حال وہ اگلے دن روزہ رکھے گی۔

(ب) اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے وہ غسل

کر کے پاک ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اتنا وقت ہے کہ پاک ہو سکے تو اس پر اگلے دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ اور اگر اتنا وقت نہیں ہے کہ غسل کر سکے؛ گویا کہ عین صبح صادق کے وقت پاک ہوئی ہے تو اب اس پر اگلے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ بعد میں قضاء کرنی ہوگی۔

☆ اگر کوئی شخص بھول سے روزے میں کھانے پینے لگے تو دیکھنے والے کو کیا کرنا چاہیے؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر وہ شخص طاقت ور ہے تو اسے روزہ یاد دلانا ضروری ہے..... اور اگر وہ شخص کمزور یا بوڑھا ہے تو یاد نہ دلانے کی گنجائش ہے۔

☆ مسواک کرنا، سرمہ لگانا، آنکھ میں دوا ڈالنا، خوشبو لگانا، انجیکشن یا ٹیکہ لگوانا اور گلو کو زچڑوانا یہ تمام چیزیں روزہ میں مباح ہیں ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ روزہ کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

☆ خود بخود قے آجانے سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

☆ احتلام (سوتے میں غسل کی حاجت ہو جانا) سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ کلی کرنے کے بعد اگر وہ ایک مرتبہ تھوک باہر نکال دیا تو اب تھوک نگلنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

☆ تھوڑی سے قے آئی..... پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ جس شخص نے سحری میں اس قدر کھایا ہو کہ طلوع آفتاب کے بعد ڈکاریں آتی ہیں، اور ان کے ساتھ پانی بھی آتا ہے تو اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

☆ روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر یا جسم پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔

☆ دوایا پانی کی بھاپ کا بھپارہ لینے سے روزہ فاسد ہو جائیگا..... یہی حکم دمہ میں تسکین کے آلہ ”نہیلر“ کا ہے۔

☆ اگر روزہ کی حالت میں قصد اُقے کی..... تو منہ بھر کر قے ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا..... اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جب کہ امام یوسفؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔

☆ کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا..... اور روزہ یاد تھا..... تو روزہ توٹ جائے گا قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

☆ ناک یا کان میں تیل ڈالنے اور حقنہ کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

☆ اگر کسی نے روزہ کی حالت میں کان یا ناک میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں۔

☆ رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے..... اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل غلام اور باندی کا دور نہ ہونے کی وجہ سے غلام یا باندی آزاد کرنا ممکن نہیں..... تو لگا تار دو مہینہ کے روزے رکھے..... درمیان میں ایک بھی نانہ نہ ہو..... ورنہ پھر از سر نو دو مہینے کے مسلسل رکھنے پڑیں گے..... اور اس میں سے کسی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

☆ منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے..... اگر چہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت آ جاتی ہے۔

☆ ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

☆ سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنی تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہو جائے مکروہ ہے۔

☆ اچانک ایسا بیمار پڑ جائے کہ اگر روزہ نہ توڑیگا تو جان خطرہ میں ہو جائے گی..... یا بیماری بڑھ

جانے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔

☆ حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو روزہ

توڑ دینا بہتر ہے۔

☆ کسی عمل کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہو گیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے..... لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہوگا۔

☆ اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں رمضان میں روزہ چھوڑے اور بعد میں قضاء کر لے۔

☆ عید کے بعد چھ روزے جس کو ”ستہ شوال“ بھی کہا جاتا ہے بلا ضرورت نہیں چھوڑنا چاہیے اس لئے کہ ان چھ روزوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے..... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھتا ہے ساتھ ہی عید کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھتا ہے تو گویا وہ ثواب میں ایک سال روزے رکھنے کا اجر پالیتا ہے.....

☆ شوال کے چھ روزے مسلسل بھی رکھے جاسکتے ہیں..... اور وقفہ وقفہ سے یہاں تک کہ شوال ختم ہونے تک..... چھ روزے شوال کے روزوں کی نیت سے مکمل کر لینا چاہیے۔

☆ عید کے دن کے بعد سے مسلسل کسی نے چھ روزے رکھ لیے..... چھ روزوں کے بعد عید منانے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

☆ بنک کی طرف سے دی گئی افطار پارٹی میں نہیں جانا چاہیے۔

☆ افطار پارٹیاں رسم و رواج کا درجہ اختیار کر گئی ہیں..... اس لئے اس میں اتنی احتیاط ضروری ہے کہ افطار کرنے والے کی آمدنی حلال ہو تو..... اس میں شرکت کر سکتا ہے اور اگر افطار کروانے والے کی آمدنی مشکوک ہے تو احتیاط یعنی نہ جانا بہتر ہے..... اور اگر افطار کروانے والے کی ناجائز طور پر آمدنی کے ذرائع ہیں تو اس میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ سیاسی لیڈروں کی افطار پارٹی میں شرکت سے بچنا چاہئے۔

افطار کروانا ثواب کا کام ہے

یوں تو رمضان المبارک کا ہر لمحہ بڑا قیمتی ہے..... اور ہر عمل بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے..... گویا رمضان المبارک بھلائی اور سعادتوں سے مالا مال ہونے کا مہینہ ہے..... عام ایام کے مقابلہ میں رمضان کے اعمال کا اجر و ثواب بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے رمضان کے افطار اور سحر والے اعمال سے متعلق جو ہدایات ارشاد فرمائی ہیں وہ ہر مسلمان کے لئے نمونہ عمل ہیں جس سے انسان بہت سارے خیر کو حاصل کر سکتا ہے۔ روزہ دار کو افطار کرانے کی بڑی فضیلت ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من فطر فیہ صائماً کان مغفرة
لذنوبہ و عتق رقبتہ من النار
کان لہ مثل اجرہ من غیر ان
یتقص من اجرہ شیء۔

جس شخص نے کسی روزہ دار کیلئے افطار کا نظم کر دیا
تو روزہ افطار کروانے والے کے گناہوں کی
معافی کا اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا
..... اور جس طرح روزہ دار کا ثواب ہے اسی طرح
افطار کروانے والے کو بھی اجر ملے گا اور یہ ثواب
روزہ دار کے ثواب میں سے کم کر کے بھی نہیں
بلکہ باضابطہ دونوں کو پورا پورا اجر دیا جائیگا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اعمال اور ثواب کے معاملہ میں بڑے حریص اور فکر مند تھے۔ چنانچہ صحابہؓ میں جو غریب اور محتاج تھے ان کو فکر لاحق ہو گئی کہ ہم میں اتنی استطاعت کہاں کہ دوسروں کے افطار کا نظم کر دیں..... اس لئے متفکرانہ کیفیت میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ..... کسی روزہ دار کو افطار کرا سکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عطی اللہ هذا من فطر صائماً
على ثمرة او شربة ماء او مذقة لبن -
اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو ثواب عطا فرمائے گا جو
کوئی کسی کو کھجور سے افطار کر دے یا ایک
گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی
پلا دے۔

اللہ تعالیٰ کیفیت دیکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پاس Quantity (مقدار) کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ Quality (معیار) کو
ضرور دیکھا جاتا ہے..... اگر اخلاص کے ساتھ ثواب کی امید کے ساتھ خرچ کیا تو چاہے وہ تھوڑا ہی
کیوں نہ ہو..... بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے..... اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ
انسان بہت کچھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے..... مگر لوگوں کو دکھانے کے ارادہ سے تو مقدار
میں زیادہ ہونے کے باوجود بھی ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے..... چنانچہ ذکر کردہ حدیث میں بھی
رسول اکرم ﷺ نے اس معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے افطار کروانے کی رہنمائی فرمائی۔

کیا بڑا اعزاز ہے:

افطار کروانے والے کو ثواب تو دیا جاتا ہے ہی..... ساتھ میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا
کہ..... حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات کا موقع بھی افطار کروانے والے کو نصیب ہوتا ہے
چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من فطر صائماً فی
شهر رمضان، من کسب
حلالاً صلت علیہم الملائكة
لیالی رمضان کلھا و صافحہ
جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار
کروائے تو اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے
رحمت کی دعاء کرتے ہیں اور شب قدر میں
حضرت جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ

جبرئیل علیہ السلام لیلۃ
القدرو من صافحه جبرئیل
علیہ السلام یرق قلبہ
وتکثر دموعہ

کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام جس
سے مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے
کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور
آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں

اُف! یہ افطار پارٹیاں:

چونکہ افطار کروانے کا ثواب زیادہ ہے..... اس لئے جن کو اللہ تعالیٰ موقع عطا فرمائے افطار کا
اہتمام کرنا چاہئے..... مگر بے غرض اور بے لوث ہو کر..... اور ایسی کیفیت کے افطار پر حق تعالیٰ جل
شانہ بے حساب اجر عطا فرماتے ہیں۔

آج کل عام طور پر افطار پارٹیاں..... اغراض اور مفادات کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہیں..... چنانچہ
کوئی سیاسی لیڈر ووٹ کو غرض بنا کر افطار پارٹی کرتا ہے..... اور کوئی بنک اپنے کسٹمرس کو بڑھانے
اور اپنے تعارف کے لئے افطار پارٹی کرتا ہے..... اور کسی کا مقصد کچھ اور ہے..... سب کے سب دنیا
(جو دھوکے کی چیز ہے) کے لالچ کے لئے افطار پارٹیاں کر رہے ہیں ایسی افطار پارٹیاں ثواب کے
اعتبار سے خالی ہوتی ہیں۔

یہ بھی کیا لین دین ہے:

رمضان المبارک میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو حق تعالیٰ جل شانہ نے اجتماعی اعمال کے ساتھ
جوڑ دیا ہے..... چنانچہ بڑے سے بڑا امیر کبیر ہو دولت مند ہو یا مفلس قلاش غریب مسکین ہو روزہ کے
عمل میں سب برابر ہیں..... افطار کا وقت روزہ کا حکم سب کے لئے یکساں اور برابر ہے۔

افطار کروانے کی فضیلت کا منشاء یہ ہے کہ امراء و دولت مند کو یہ احساس دلایا جائے کہ تم صرف اپنی
فکر میں نہ رہو..... بلکہ تمہارے جیسے ہی انسان جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت محدود و پاک درجہ میں دیا

ہے..... ان پر اپنی دولت خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے..... اور یہ عمل افطار کروانے کا تمہاری نجات اور مغفرت کا سبب ہوگا۔

☆ آج کل یہ بات عام ہو گئی ہے کہ افطار کروانے کا رواج چل پڑا ہے..... ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس افطاری بھیجنے کا معمول ضرور ہے..... مگر مقصد عام طور پر فوت ہو رہا ہے چنانچہ
☆ جماعتوں کی یا تنظیموں کی تفریق آگئی..... ایک جماعت والا اپنی ہی جماعت کے افراد کو دعوت افطار دے رہا ہے..... یا ایک جماعت والا اپنے سے متعلق ہم جماعت کے پاس افطاری بھیجنے کا نظم کر رہا ہے۔

☆ ایک مالدار دوسرے مالدار کے پاس افطار بھیج رہا ہے..... مقابلہ کی سی شکل پیدا ہو رہی ہے..... اس نے اتنا بھیجا..... تو اس سے زیادہ بھیجنے کی کوشش ہو رہی ہے..... حالانکہ افطار کا مقصد دکھانا نہیں..... بلکہ اپنی اپنی مغفرت کا سامان کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔
بعض مرتبہ تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ پڑوس میں غرباء ہیں مگر افطار کبھی روانہ نہیں کی جاتی دور دراز پہنچانے کی فکر کی جاتی ہے..... اس لئے افطار کی روح اگر حاصل کرنا ہو تو مقصد کو تلاش کرنا ضروری ہوگا..... اور مقصد غرباء پر افطار میں خرچ کرنا پایا جائے تو زیادہ ثواب کی شکل میں حاصل ہوگا۔

افطار کی تیاری وقت سے پہلے ہو:

یہ طے ہے کہ افطار کا وقت غروب آفتاب کے ساتھ ملا ہوا ہے..... یعنی سورج غروب ہوتے ہی افطار کی اجازت ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ افطار کی تیاری وقت سے بہت پہلے نہیں کی جاتی چنانچہ عین افطار کے وقت خریدار اپنی افطار کی خریداری میں مصروف..... عورتیں گھر میں پکوان..... یا افطار کی تیاری میں مشغول و مصروف رہتی ہیں..... جس کے نتیجے میں دعاؤں کی قبولیت کا مخصوص اور اہم وقت افطاری کی تیاری کی نذر ہو جاتا ہے۔

حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی افطار کے وقت میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں..... نیز ایک اور حدیث میں تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افطار کے وقت جہنم سے آزادی نصیب کی جاتی ہے۔

عن النبی ﷺ قال اللہ عز و
جل عند کل فطر عتقاء۔ (مسند
رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر افطار کے
وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں
کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔ (احمد: ۲۵۶/۵)

مقصود کیا ہے؟

دن بھر بھوک پیاس اور نفسانی خواہشات سے دور رہا..... دل میں کئی مرتبہ کھانے پینے اور دوسری چیزوں کا خیال آیا..... مگر اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اس سے اپنے آپ کو دور رکھا..... تو گویا دن بھر مزدوری پر رہا..... اپنے آقا کی اطاعت میں اجیر بن کر مزدوری پر لگ گیا اور افطار گویا اجیر کو اپنی مزدوری وصول کرنے کا موقع دیا گیا..... اب یہ مزدوری وصول کرنے کے بجائے دنیا کی چیزوں پر ایسا ٹوٹ پڑا کہ ثواب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کا خیال بھی نہیں رہا..... تو بڑے دکھ کی بات ہوگی۔

اسلئے علماء کرام نے فرمایا کہ افطار میں کھانا برا نہیں ہے مگر مزدوری کی وصولی یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول عصر کے بعد تیاری کے بجائے اول وقت میں افطار کی تیاری کر لے اور پھر مزدوری کی وصولی کا وقت یعنی افطار سے پہلے دعاؤں میں لگ جائے..... اسلئے کہ کامل مؤمن اپنی مغفرت اور بخشش کی فکر اور جستجو میں رہتا ہے۔

افطار کا وقت:

چونکہ غروب آفتاب پر افطار کا وقت ہوتا ہے اور افطار میں گویا اللہ تعالیٰ نے کھانے کا حکم فرمایا ہے

اسلئے شکر گزاری کے ساتھ افطار کا آغاز اس دعاء سے کیا جائے۔

اللهم لك صمت و بك
امننت و عليك توكلت و على
رزقك افطرت۔
اے اللہ! میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور
آپ پر ایمان رکھتا ہوں اور بھروسہ بھی آپ ہی
پر ہے اور آپ ہی کے رزق میں سے
کھاتا ہوں۔

کچھ کھانے کے بعد پانی نوش کرنے کے بعد یہ دعاء بھی شکرانہ میں اپنی زبان سے دہرائے۔
ذهب الظمأ و ابتلت العروق و
ثبت الاجر انشاء الله تعالى۔
پیارا بھگ گئی رگیں (جو خشک تھیں) تر ہو گئیں
اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر مقرر ہے۔

مساجد کے ذمہ داروں سے گزارش:

چونکہ ہر چیز کو چلانے کے لئے کچھ افراد کی ضرورت پڑتی ہے..... اور مساجد کو چلانا بھی ایک
مستقل کام ہے..... اس لئے مساجد کی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔
چنانچہ مساجد کی کمیٹیوں کی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ اوقات کی بھی
دیکھ بھال کرے..... ضرورت پر نماز کا وقت کم کیا جائے..... اور ضرورت پر نماز کا وقت بڑھایا جائے
یہ سب کمیٹی کی ذمہ داریاں ہیں۔

چنانچہ تمام مساجد کی کمیٹیوں سے متعلق یہ بات ہے کہ افطار کے لئے اتنا وقت دیا جائے کہ جس
میں اعتدال کے ساتھ افطار کیا جاسکے..... اور اس میں صرف مسجد کی افطاری کو نہ دیکھا جائے
..... بلکہ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے بچوں وغیرہ کے ساتھ مکان میں افطار کرنا چاہتے ہیں
..... اگر وہ افطار اعتدال والا اپنے گھر پر کریں تو افطار سے فراغت کے بعد مسجد پہنچیں تو تکبیر اولیٰ اور
نہیں تو کم از کم پہلی رکعت ضرور مل سکے..... اس لئے افطار کے سائرن اور اذان کے درمیان کم از کم
دس منٹ کا وقفہ دیا جائے۔

☆ بہت سارے لوگ افطار گھر پر کر کے نماز باجماعت گھر پر ہی ادا کر لیتے ہیں بلا ضرورت گھر پر مرد حضرات کو نماز ادا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

مسجد کی صفائی ملحوظ رہے:

مساجد میں افطار کا نظم کیا جاتا ہے اس میں یہ پہلو خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ دسترخوان بچھایا جائے..... تمام لوگوں کو بلا تفریق دسترخوان پر بیٹھنے کی تاکید کی جائے..... اور جو کچھ افطار سے چھلکایا اور کچھ بچا رہ جائے وہ دسترخوان پر ڈالا جائے..... کہیں ایسا نہ ہو کہ افطار کے نام پر مسجد گندی کی جائے..... اور نمازیوں کو نماز پڑھنے میں دشواری ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے مساجد کو پاک اور صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔

افطار کس سے؟

یوں تو افطار میں آج کل الحمد للہ مختلف قسم کے پھل اور دیگر اشیاء میسر آ جاتی ہیں..... کسی بھی چیز سے افطار کیا جاسکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کھجور سے افطار فرمایا کرتے تھے اور کھجور سے افطار کرنے کی تلقین فرماتے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ..... جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجوروں سے افطار کرو کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کھول لو کیونکہ وہ ظاہر و باطن کو پاک کرنے والا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت میں شفاء ہے

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے..... پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے۔

قرآن سے پہلے توریت وہ بھی اللہ نے نازل فرمائی، زبور وہ بھی اللہ نے نازل فرمائی، انجیل وہ بھی اللہ نے نازل فرمائی یعنی آسمان سے اتاریں، اور جتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے، ان نبیوں کو جو قومیں اللہ نے عطا فرمائی ہیں جس قوم کے لئے آسمانی کتاب یعنی صحیفے کی ضرورت اللہ نے محسوس فرمائی اس قوم کے نبی پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے بھی اتارے۔

صحیفے وہ بھی اللہ نے اتارے اور مشہور آسمانی کتابیں وہ بھی اللہ نے اتاریں..... سوائے قرآن مجید کے ساری کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری پروردگار عالم نے بندوں پر..... اور نبیوں پر رکھی تھیں، کہ آپ کو یہ کتاب دی جا رہی ہے اس کی حفاظت آپ اور آپ کی قوم مل کر کریں گے..... اس کتاب کے اندر جو مضمون ہیں..... مضمون کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آپ کی..... الفاظ کی بھی حفاظت آپ کی..... معنی اور مفہوم کی حفاظت بھی آپ ہی کے ذمہ۔

قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں

دیگر کتابوں میں یہ طریقہ رہا..... آسمانی کتاب قرآن مجید کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ کتاب ہم نے اتاری ہے اور اس کتاب کی حفاظت ہم خود کریں گے..... قرآن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور محترم کتاب ہے..... انجیل وہ بھی اللہ ہی نے اتاری..... توریت وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے اتاری..... زبور وہ بھی اللہ ہی نے اتاری، مگر وہ کتابیں اللہ تعالیٰ پڑھیں گے نہیں البتہ قرآن کریم..... اللہ تعالیٰ پڑھ کر سنائیں گے۔

کوئی اچھا قرآن پڑھنے والا شخص قرآن پڑھتا ہے تو جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے

ہیں..... اور سنتے ہوئے طبیعت کے اندر ایک طرح کی نشاط اور ایک طرح کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جس اللہ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہو وہ اللہ بندوں کے سامنے اگر پڑھیں اس وقت کا کیا عالم ہوگا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن کریم پڑھیے تاکہ کل قیامت میں وہ شفاعت کرے

قرآن مجید آخری کتاب ہے..... قیامت تک اور قیامت کے بعد بھی رہنے والی کتاب ہے..... جنت اور دوزخ کے جب فیصلے ہونگے اس وقت میں بھی قرآن مجید کا بڑا اثر ہوگا، حدیث شریف میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ فیصلوں کے وقت میں قرآن مجید کچھ لوگوں کے حق میں حجت بنے گا اور کچھ لوگوں کے حق میں شافع بنے گا۔

حجت کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو اللہ کے پاس پکڑوائے گا، کہ اے اللہ میں آپ کا پاکیزہ کلام ہوں..... آپ نے مجھے اس لئے نازل کیا تھا کہ مجھے پڑھا جائے..... مجھے سمجھا جائے..... مجھے سیکھا جائے..... مجھ پر عمل کیا جائے..... مگر اے اللہ میں جب بھی اس کے پاس پہنچا اس نے مجھے پڑھنے کے لئے کچھ بھی توجہ نہیں دی..... سیکھنے کے لئے کوئی وقت نہیں نکالا..... عمل کے لئے کوئی جستجو نہیں کی..... نہ الفاظ سیکھا..... نہ معانی سیکھا..... نہ عمل کا کوئی داعیہ یا شوق اس کے اندر پیدا ہوا..... میری حجت قبول فرمائیے اور اس کے ساتھ سختی والا معاملہ فرمائیے۔

اور کچھ لوگوں کے حق میں شافع ہوگا، یعنی شفاعت کریگا اور اللہ سے کہے گا..... اے اللہ میں آپ کا پاکیزہ کلام ہوں، اور آپ نے میری شفاعت کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا..... میں جب بھی اس کے پاس پہنچا یہ غور سے سنتا رہا..... پڑھتا رہا..... سیکھتا رہا..... عمل کرتا رہا..... معنی پر غور و فکر کیا..... معنی میں تدبر کرتا رہا..... اور آپ نے جو احکامات اتارے ہیں ان کو اپنے زندگی

میں لانے کی فکر اور کوشش کرتا رہا..... اے اللہ میری شفاعت کو قبول فرمائیے..... اور اس کے ساتھ نرمی کا اور ہمدردی کا معاملہ فرمائیے..... قرآن کی حجت کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا..... اور قرآن کی شفاعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔

قرآن کریم آسان ہے پڑھنے اور سیکھنے والے کیلئے

دنیا میں کچھ بھی بہانے کر لیتے ہیں کہ پڑھنا نہیں آتا..... یہ بہانے دنیا کے اندر تو چل جائیں گے..... مگر اللہ کی بارگاہ میں یہ بہانے چلنے والے نہیں ہیں۔

جو نہیں آتا..... سیکھنے کے لئے اللہ نے ذہن عطا فرمایا..... اللہ تعالیٰ نے دماغ عطا فرمایا..... پیدائشی طور پر کوئی انجمنیر اور ڈاکٹر بن کر پیدا نہیں ہوتا..... محنت کرتا ہے تو محنت کے بعد رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے..... یہاں تک کہ وہ انجمنیر بنتا ہے..... اور کوئی ڈاکٹر بنتا ہے..... اور کوئی کسی فن کا ماہر بنتا ہے..... جیسے دنیا کی تعلیم کے لئے ہم نے کوشش کی..... ایسی کوشش دین کے لئے اگر ہم کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے..... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ولقد یسرنا القرآن لذكر فہل من“ ”اور ہم نے یقیناً قرآن مجید کو آسان مدکر“ (سورۃ القمر) کر دیا..... ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا“

اور آسانی اس کے لئے ہے جو کوشش کرے گا..... اس کے لئے واقعتاً قرآن کریم آسان ہے..... اور کوئی کوشش ہی نہ کرے..... جستجو ہی نہ کرے..... وقت ہی نہ دے اور یوں سو نچتا رہے کہ..... قرآن مجھے خود سے سمجھ میں آئے گا.....

قرآن مجھے خود سے پڑھنا آجائے گا..... ایسا نہیں ہو سکتا..... اس لئے دوستو قرآن مجید کو سیکھنے کا اہتمام کیا جائے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمة للمؤمنین“ قرآن جو اللہ نے نازل فرمایا اس کے دو مقصد اللہ نے بیان فرمائے۔

﴿۱﴾ ایک مقصد یہ ہے کہ قرآن میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔

﴿۲﴾ اور دوسرا مقصد ہے کہ قرآن ایمان والوں کے لئے رحمت ہے۔

شفا بیماریوں سے نجات کا نام ہے..... بیماریوں سے نجات کے معاملے میں قرآن کریم..... مسلمان یا غیر مسلم نہیں دیکھتا..... جس پر پڑھ کر پھونک دیا جائے شفا ہو جاتی ہے۔ اور تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، برادران وطن غیر مسلم اسلامی دشمنی دل میں پالنے کے باوجود بھی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز کے بعد امام صاحب پھونک ماردیں..... موزن صاحب پھونک ماردیں..... تو ہمارا بچہ اچھا ہو سکتا ہے..... ہمارے بچہ کی بیماریاں..... ہماری بچی کی بیماریاں..... ہمارے بڑوں کی بیماریاں..... ہمارے چھوٹوں کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں..... یہ قرآن کا ایسا معجزہ ہے جو آج تک کسی کتاب کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا۔

اور تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ کسی مندر کے پاس یا کسی گرجا گھر (چرچ) کے پاس یا اور کسی غیر مذہب کے ماننے والوں کی جو عبادت گاہیں..... ہیں وہاں پر دیگر مذہب والے دعا کے لئے نہیں پہنچتے..... مگر مسجد کے پاس ہر مذہب کا شخص پہنچتا ہے..... اس لئے کہ ان کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ قرآن ایسا مقدس اور ایسا بابرکت کلام ہے کہ..... اس کی آیتوں کو پڑھ کر اگر کسی مریض پر پھونک دیا جائے تو مریض کا مرض ختم ہو جائے..... اور مریض کو شفاء نصیب ہو جائے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ“ اور قرآن مجید جو ہم نے نازل کیا ہے اس میں

صحت ہے..... اس میں شفاء ہے..... بیماریوں سے نجات ہے۔

روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈال لیجئے

مگر مجبوری یہ ہے کہ اُس کی تلاوت کے لئے وقت ہی نہیں ہے..... کسی کے پاس بہانا ہے..... صاحب پڑھنا نہیں آتا..... کسی کے پاس بہانا ہے وقت ہی نہیں ملتا..... چوبیس گھنٹے کا جو نظام بنا ہوا ہے اس میں دس پندرہ منٹ کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کا وقت نہیں ہے..... ہر کام کے لئے ہمارے پاس وقت ہے..... ٹی وی دیکھنے کے لئے..... میاچس دیکھنے کے لئے..... اخبار پڑھنے کے لئے..... غپ شپ کے لئے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں روزانہ دن میں ایک قرآن کریم اور رات میں ایک قرآن کریم ختم فرمایا کرتے تھے..... اس اعتبار سے ہر رمضان المبارک میں صبح و شام کے قرآن پاک کے ختم کی تعداد ساٹھ (60) ہوتی تھی..... اور نماز تراویح میں روزانہ ایک پارہ تلاوت فرمانے کا معمول تھا..... اس اعتبار سے پورے رمضان کے صبح و شام کے (60) اور تراویح میں ایک..... یعنی کل اکٹھ (61) قرآن کریم رمضان المبارک ختم کرنے کا معمول تھا۔

آپ چاہیں تو ہر کام ہو سکتا ہے

میں تو کہتا ہوں اگر کوئی کاؤنٹر پر بیٹھ کر قرآن پڑھنا چاہے گھنٹے دو گھنٹے اس کو یوں آسانی سے کاؤنٹر پر مل جاتے ہیں..... اور مزید اگر چاہے تو دو تین پارے آسانی سے پڑھ سکتا ہے..... چونکہ چاہتا نہیں سدھرنا..... اور قرآن کے ذریعہ فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔

غیر مسلم بھائی قرآن سے فائدہ اٹھا رہے ہیں..... اور بہت سارے لوگوں کو قرآن کے ذریعہ ہدایت مل رہی ہے اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید خاص طور سے نازل فرمایا..... اور اس قرآن کے معاملے میں ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے..... علاجِ معالجہ کے لئے لوگ عاملوں کے چکر کاٹتے ہیں..... دواخانوں کے چکر کاٹتے

ہیں..... اب تو ایک نیا سلسلہ چل پڑا..... درگا ہوں کے چکر بھی شروع ہو گئے..... میں یہ نہیں کہتا کہ درگا ہوں کو نہ جائیں..... مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ درگا ہوں کو جانے کے مقابلے میں قرآن کریم گھر میں بیٹھ کر ایک دو آیتیں پڑھ لیں ایک چھوٹی سی سورۃ ”سورۃ الکوفر“ پڑھ لیں ”قل هو اللہ احد“ کی سورۃ یہ یقین سے پڑھ لیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے..... اور اللہ کی زبان جھوٹی نہیں ہو سکتی..... اللہ نے وعدہ فرمایا کہ قرآن میں شفاء ہے..... یقیناً میرے لئے شفاء اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر رکھی ہے..... اللہ کی قسم بڑی سے بڑی بیماریاں ٹل سکتی ہیں..... عاملوں کے پاس جاتے ہیں اور عامل اندازے سے کچھ باتیں کہہ دیتا ہے..... یہ سمجھتے ہیں کہ عامل صاحب بڑے ماہر ہیں..... اور پھر اس کے بعد اس عامل پر یقین بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض مرتبہ کفر اور شرک کے اندر بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

قرآن سے بڑی اور کوئی طاقت نہیں ہے..... جناب محمد رسول اللہ ﷺ کبھی کسی کی طبیعت خراب ہوتی یا کبھی کسی کے ساتھ کوئی معاملہ پیش آتا تو اس کو قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیا کرتے تھے۔

قرآن کریم ہمارے پاس موجود ہے..... زندگی جب تک باقی ہے اس وقت تک اپنے آپ کو قرآن کریم سے جوڑ لینا چاہیے..... اور قرآن کریم سے اپنا رشتہ مضبوط کر لینا چاہیے۔

آخرت میں ایک ایک نیکی کی اہمیت ہوگی

قرآن مجید جتنا پڑھتے ہیں فائدہ جو ہونا ہے وہ تو ہوگا ہی..... ساتھ میں بونس پوائنٹ کے طور پر ہر حرف پر دس نیکیاں دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔

بونس پوائنٹ کی بڑی اہمیت ہے..... کرکٹ کے جب میاچس چلتے ہیں تو ان میاچس کے اندر بھی ہمارے لئے بہت ساری باتیں عبرت کی ہیں..... ایک

وقت میں دو ٹیموں کے پاس برابر کے پوائنٹ ہوتے ہیں تو بونس پوائنٹ کی بنیاد پر وہ ٹیم آگے کے مراحل میں پہنچتی ہے جس کے پاس بونس پوائنٹ موجود ہوں۔

ہماری زندگی بھی بونس پوائنٹ کی بنیاد پر..... ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس رحمت کی مستحق ہو جائے..... اسلئے قرآن مجید کی تلاوت کا بہر حال اہتمام کیا جائے..... یہ بہانے کا وقت نہیں ہے..... یہ بہانے کہ صاحب قرآن پڑھنا نہیں آتا..... یہ بہانے کہ صاحب میں دیگر کاموں میں مشغول ہوں..... سارے کام اپنی جگہ..... ان سب کاموں سے اگر کوئی افضل ترین کام ہو سکتا تو وہ کام قرآن مجید کی تلاوت ہے..... سیدنا جناب محمد رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ“ تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن (الحديث) کو سیکھے اور قرآن کو سکھائے۔

قرآن کو سیکھنا..... یا سکھانا..... یا قرآن کو پڑھنا..... یا پڑھانا یہ بہت افضل ترین عمل ہے..... اسلئے قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے..... روزانہ ایک وقت گھر کے اندر مقرر کر لیا جائے..... بیوی سے بچوں سے سب سے یہ بات آپ عرض کر دیجئے کہ روزانہ ایک وقت میں سب قرآن مجید پڑھنے کا اہتمام کریں..... اور قرآن کریم کو پڑھنے سے گھر کے اندر خیر و برکت کا نزول کیسے ہوگا..... وہ خود بخود آپ محسوس کریں گے۔

قرآن کریم کی تلاوت میں غیر معمولی اثر ہے

لوگ کہتے ہیں دعاؤں کے لئے کہ مولانا آپ دعاء کر دیجئے..... کبھی کوئی پریشانی آگئی تو پریشانی دور ہونے کے لئے مولانا کوئی وظیفہ بتا دیجئے..... اس وظیفہ سے فائدہ ہونے کے باوجود پھر قرآن کریم سے تعلق ختم کر دیتے ہیں..... وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا کی زبان کے اندر اثر ہے..... مولانا کی زبان کا کوئی اثر نہیں ہے..... اثر تو اللہ کے اس کلام کا ہے جس نے سخت

دل لوگوں کے دلوں کو نرم کر دیا۔

سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ یا نجاشی بادشاہ کے واقعات آپ کے ذہن میں ہونگے۔

قرآن کریم کی تلاوت نے ان کی زندگی بدل دی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے سیدنا جناب رسول اللہ ﷺ نے کئی مرتبہ دعائیں فرمائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کی کئی لوگوں محنتیں کی..... جستجو کی..... مگر وہ نرم نہیں پڑے۔

مگر جب قرآن مجید کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی گئی تو اس کے بعد..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو سخت دل تھا وہ نرم ہو گیا..... اور موم جیسے پگھلتا ہے ویسے پگھلنے لگا اور کہنے لگے کہ اس قرآن کی یہ تاثیر ہے کہ.....

میں اس بات کی خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ مجھے کلمہ پڑھا دیا جائے..... سیدنا جناب محمد رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں لے جائے گئے..... اور وہاں پہنچنے کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد اعبده ورسوله“ کوئی لالچ ان کو نہیں دی گئی..... اور کوئی دھمکی ان کو نہیں دی گئی..... بس قرآن کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی گئیں بس دل نرم ہو گیا..... کہنے لگے کہ میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں اور اس اللہ کا اقرار کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہوں۔

نجاشی بادشاہ کا واقعہ آپ کے ذہن میں ہوگا..... مکہ المکرمہ کے اندر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیاسی (۸۲) یا تراسی (۸۳) مرد..... اور عورتیں جن کے اوپر پورا مکہ ٹوٹ پڑا..... ظلم ان کے اوپر ڈھائے گئے..... پریشان ان کو کیا گیا..... مصیبتوں کے اندر ان کو مجبور کیا گیا..... اور آنحضور ﷺ سے اجازت لیکر کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم حبشہ کی طرف چلے گئے..... اور حبشہ جب پہنچ گئے تو مکہ کے کافروں کو

سکون نہیں پڑا..... ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس کے وہ لوگ جن کو ہم روزانہ ستا سنا کر مزہ لیا کرتے تھے..... ہمارے مزہ کا سامان ختم ہو گیا..... لہذا معلوم کرو یہ لوگ کہاں گئے۔

معلوم ہوا کہ یہ لوگ حبشہ گئے ہیں تو یہاں سے ایک نمائندہ وفد گیا..... اور وہ نمائندے نجاشی بادشاہ کے پاس پہونچے..... اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس ایک درخواست لیکر حاضر ہوئے ہیں..... نجاشی اس وقت تک عیسائی تھا..... اسلام نہیں لایا تھا..... اور نجاشی کے پاس پہونچ کر کہنے لگے..... اس کی مدد لینے کے لئے..... اور اس کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے کہ.....

ہم آپ کے پاس ایک اہم بات لیکر آئے ہیں..... جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے علاقے میں کچھ ایسے لوگ آگئے ہیں جو آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے..... اور اللہ کا نبی بھی نہیں مانتے..... اور آپ ان لوگوں کے بارے میں فکر نہ کریں تو جیسے ہمارے علاقے میں ان لوگوں نے بہت ساری خرابیاں پھیلانی ہیں..... ویسی خرابیاں آپ کے علاقے میں بھی پھیلانیں گے۔

نجاشی بادشاہ نے کہا..... اگر یہ بات ہے تو ان سب کو گرفتار کیا جائے..... بادشاہ نجاشی کے حکم کے مطابق ان صحابہ سے کہا گیا کہ بادشاہ سلامت کے پاس پہونچنا ہے..... اس قافلہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وہ بھی تھے..... سب نے مل کر ان کو امیر بنایا..... اور کہنے لگے کہ ہم دعاؤں میں لگے رہیں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کا جو کلام ہے ان کو سنائیے..... پڑھ کر بتائیے..... اور اگر اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری حفاظت کرنے کے لئے تیار ہیں تو..... کوئی ہم کو مار نہیں سکتا..... اور اگر اللہ ہم کو بچانا نہ چاہے تو دنیا کی تمام طاقتیں ملکر ہم کو بچا نہیں سکتی۔

اور اس کے بعد بادشاہ کے پاس پہونچے..... اور بادشاہ کے پاس پہونچنے کے بعد کچھ باتیں ہوئیں جس میں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے..... بلکہ اللہ کا نبی مانتے ہیں..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ شخص ہیں..... اور حضرت

جعفر ؑ نے کہا ہمارا جو نبی ہے..... وہ نبی اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ”ماں کا ادب کرو..... باپ کا ادب کرو..... بڑے بھائیوں کا ادب کرو..... چھوٹوں پر شفقت کرو..... پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو وغیرہ..... ہمارے نبی کی یہ تعلیمات ہیں..... نجاشی بادشاہ کا دل نرم پڑا..... اس کے بعد نجاشی نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر کوئی کلام اتارا ہے؟۔

حضرت جعفر ؑ نے کہا: ہاں! ہمارے نبی کے پاس اللہ کی طرف سے کلام اتارا گیا..... نجاشی نے کہا اگر اس کی کچھ آیتیں تم کو یاد ہوں تو ان آیتوں کو پڑھ کر سناؤ۔

قرآن کریم کی تلاوت کا نقد فائدہ

حضرت جعفر ؑ نے سورہ طہ کی آیتیں پڑھ کر سنا لیں ”طہ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ الا تذکرۃ لمن ینحشی۔“ یہ آیتیں پڑھنا شروع کیا..... نہ اس کا ترجمہ بیان کیا..... نہ اس کے معنی بیان کئے..... نہ اس کے مفہوم کو بیان کیا..... آیتوں کا پڑھنا کیا شروع ہوا..... ادھر سخت دل نجاشی کا دل نرم ہو گیا..... موم جیسے پگھلتا ہے آگ کو دیکھ کر..... اُسی طرح اس کا دل پگھلنے لگا..... آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل گئے..... رونے لگا..... بچکیوں پر آ گیا..... اور کہنے لگا کافروں کے سردار سے..... یہ وہ کلام ہے جس کی گواہی حضرت عیسیٰ ؑ نے دی ہے..... یہ وہی کلام ہے..... اس کلام کے سچ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے..... یہ تو سچا کلام ہے..... اللہ کا پاکیزہ کلام ہے..... اور اس کے بعد مکہ کے نمائندہ وفد کو رخصت کر دیا..... اور ان مسلمانوں سے کہا..... تم ہمارے علاقے میں جب تک رہتے ہو یہاں پر رہو..... اسلئے کہ تمہارا رہنا ہمارے لئے رحمت ہے۔

ایسا بابرکت قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے..... بہت سارے بہانے..... بہت سارے حیلے..... اور تدبیریں ہم لوگ کر لیتے ہیں..... مگر یاد رکھنا زندگی جب ختم ہوگی..... کام آنے والی چیزوں میں جیسے

نماز ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام ہے..... اس کو پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

بیماریوں کے علاج کے لئے عاملوں کے چکر مت کاٹیے..... کسی مخلص عالم دین سے مشورہ کر کے آیتوں کا انتخاب کریں..... روزانہ قرآن کریم کی آیتوں کو پڑھنے کا اہتمام کریں

یاد رکھنا اللہ کے کلام پر یقین رکھیں..... غیر مسلموں کا یقین ہم سے زیادہ ہے قرآن کے بارے میں..... بیماری اگر ہوتی ہے تو ہم دو خانوں کے چکر کاٹتے ہیں..... ہم لوگ عاملوں کے چکر کاٹتے ہیں..... اور غیر مسلم بھائی مسجد کے امام کے پاس..... اور مسجد کے موزن کے پاس بہو نچتے ہیں..... اور ان سے کہتے ہیں کہ بچے کو بخار ہو گیا..... چمک جاتا ہے..... ڈر جاتا ہے..... کچھ پڑھ کر پھونک دیجئے..... اور اس کے بعد اس کی زندگی میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ اسلئے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا شفاء ہے: ”ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین“

قرآن کریم سے بہت سارے فائدے ہیں..... فائدے اگر دکھائی نہ دیں تو بھی بہر حال قرآن مجید کے اندر فائدے ہیں..... ہر حرف پر اللہ نے دس نیکیاں کم از کم دینے کا وعدہ فرمایا اسلئے کچھ وقت نکال لیجئے..... قرآن کو پڑھئے..... اور قرآن کو پڑھ کر لطف اندوز ہوئیے..... اور قرآن کو پڑھنا یقیناً عبادت ہے..... اور قرآن کو سننا یہ بھی عبادت ہے..... اور قرآن پر غور و فکر کرنا یقیناً عبادت ہے..... اور قرآن کے اوپر عمل کرنا یہ بھی عبادت ہے اسلئے قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن سے منافق کو نفرت ہوتی ہے..... اور نفرت ایک ہے زبانی انکار کرنا کہ میں قرآن نہیں پڑھتا..... یہ بھی انکار ہے..... اور قرآن کی طرف توجہ نہ کرنا عملی انکار ہے..... اور عملی انکار بھی اچھا نہیں ہے..... عملی انکار کے بجائے عملی طور پر قرآن کو سننے کا اہتمام کیجئے..... پڑھنے کا اہتمام کیجئے..... اور قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم سے متعلق چند حقوق

چونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقدس اور بابرکت کلام ہے ساری انسانیت کیلئے بالعموم

..... اور خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی ہدایت کیلئے قرآن مجید کو نازل کیا گیا ہے۔

کوئی بھی چیز ہو اس کے کچھ آداب و حقوق ہوتے ہیں جن کی رعایت ہر فرد بشر پر لازم اور ضروری ہے..... پھر جو چیز جتنی اہم ہوتی ہے اس کے آداب و حقوق بھی اہم ہوتے ہیں..... قرآن مجید آسمانی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام ہے ساری انسانیت کیلئے سبب ہدایت ہے..... پوری دنیا میں سب سے زیادہ مقدس اور محترم سمجھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے..... تو اس کے آداب و حقوق مزید اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔

ہر مسلمان مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے بارے میں کچھ اہم اور ضروری حقوق لازم کیے گئے جس کی رعایت بہر حال ضروری ہے..... ذیل میں ان حقوق کو تحریر کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ پہلا حق..... یہ ہے کہ قرآن کریم کو سیکھنا..... یعنی قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے اور عربی زبان مخارج اور تلفظ کی رعایت والی زبان ہے..... الفاظ کی ادائیگی میں تلفظ اور مخارج کی ادائیگی میں تھوڑی بھی بداحتیاطی ہو جاتی ہے تو معافی کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے جیسے قرآن کریم میں ”والتین“ ایک سورت ہے جس کے معنی ہیں ”انجیر“ کوئی شخص بغیر احتیاط کے ت ی ن کے مجموعہ تین کو ط ی ن یعنی طین پڑھتا ہے تو..... اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے انجیر کی اور ہم ط سے پڑھ کر قسم کے الفاظ کو بدل رہے ہیں قسم ہے ”مٹی“ کی..... ہر کام کو سیکھنا پڑتا ہے..... بغیر سیکھے کوئی بھی کام سلیقہ مندی کے ساتھ انجام نہیں دیا جاسکتا..... یہ ایک مثال ہے..... ورنہ قرآن کریم میں ﴿۶۶﴾ آیتیں ہیں اور ہر آیت میں اس طرح کی غلطیوں کے امکانات کی کئی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

قرآن کریم صحیح مخارج کیساتھ تلاوت کرنے والے کو ہر حرف پر کم از کم دس نیکیاں دی جاتی ہیں..... اور قرآن کریم صحیح مخارج کی ادائیگی کے بغیر تلاوت کرنے والے پر ثواب کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے غصہ اترتا ہے..... اسلئے کہ صحیح بخاری کے بغیر پڑھنے سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔
 ﴿۲﴾ دوسرا حق..... یہ ہے کہ قرآن کریم کو پڑھا جائے..... قرآن کریم کی تلاوت سے انسانوں کی زندگی بدل جاتی ہے..... اندر کا نفس اس کی اصلاح ہو جاتی ہے..... قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے انسان کفر و شرک کی گندگیوں سے نکل کر ایمان اور ہدایت کے راستہ پر چلنا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے..... قرآن کریم ایسا مقدس اور بابرکت کلام ہے کہ پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں..... اور پڑھنے والا قرآن کریم کے الفاظ کے فیض سے مستفید ہوتا رہتا ہے..... قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایسا محبوب کلام ہے جیسے کسی کے پاس اس کے محبوب کا کوئی پیغام بذریعہ خط آجائے..... جیسے بیوی کی طرف سے شوہر کیلئے..... یا شوہر کی طرف سے بیوی کیلئے کوئی محبت نامہ پیغام آجائے۔

اسی طرح قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے نام محبت بھرا پیغام ہے..... پڑھنے میں جتنا مزہ آئے گا اس سے کئی گنا زیادہ مزہ آئے گا قرآن کریم کی تلاوت میں..... اور دنیا کے محبت نامہ دو چار مرتبہ پڑھنے سے ایک طرح کی اکٹا ہٹ محسوس ہوتی ہے..... مگر قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ برسوں سے پڑھا جا رہا ہے اور قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا ہر مرتبہ الگ لطف اور مزہ ہے..... قرآن کریم پڑھنا اور سننا باعث شفاء اور صحتیابی ہے..... اسلئے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔

﴿۳﴾ تیسرا حق..... یہ ہے کہ قرآن کریم کو سمجھا جائے..... قرآن کریم زندگی گزارنے کے قوانین کا مجموعہ ہے..... چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے..... اور ہماری مادری زبان چونکہ اردو ہے اور قانون کو سمجھے بغیر اس پر عمل ہرگز نہیں ہو سکتا..... مستند علماء کرام کے مختلف علاقوں میں قرآن کریم کے درس ہوتے ہیں..... ان دروس قرآن میں شرکت کا اہتمام کیا جائے۔

حضرات علماء کرام کی محنتوں کا نچوڑ..... انتہائی امانتداری کے ساتھ لکھے گئے قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر کے نسخے مارکٹ میں باسانی مل جاتے ہیں..... ان نسخوں میں آپ کیلئے کونسا نسخہ بہتر ہے اپنی مسجد کے امام صاحب اگر وہ مستند عالم یا مفتی ہوں ان سے معلوم

کر کے..... اپنے گھر میں روزانہ کوئی پڑھیں..... گھر کے باقی افراد بغور سماعت فرمائیں..... امید ہے رفتہ رفتہ قرآن کریم کا فہم نصیب ہو جائے۔

اپنی مرضی سے قرآن کریم کی آیات کی تشریح سراسر گمراہی ہے..... اس سے بچنے کی ضرورت ہے..... بعض جگہوں پر قرآن کریم کی آیات کی تشریح کرتے ہوئے نادان لوگ یوں کہتے ہیں ”اس آیت میں میری رائے یہ ہے“ ”اس آیت میں آپ کی رائے کیا ہے؟“ وغیرہ..... قرآن کریم کے معانی اور مفہوم کو مستند اور قابل بھروسہ ذریعہ سے سیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

﴿۴﴾ چوتھا حق..... یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم میں جو کچھ سیکھا ہے اس پر عمل کیا جائے..... یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا اس کو بہر حال کیا جائے..... اور جن کاموں سے بچنے کیلئے کہا گیا ہے اس سے بچنے کی بہر حال کوشش کی جائے..... اسلئے کہ قرآن کریم عمل کرنے کیلئے اتارا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کریم کے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو۔“

حلال کو حلال اور حرام کو حرام جاننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ جن کاموں کا حکم دیا گیا وہ کیے جائیں اور جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا گیا ان سے بچنا چاہیے..... اسی میں ایک انسان کی کامیابی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن مجید کے تقدس اور اس کی عظمت کے پیش نظر قرآن کریم کے حقوق و آداب کی رعایت کے جائے..... اسی میں دنیا اور آخرت کی سعادت و کامیابی پوشیدہ ہے۔

خدا کرے قرآن کریم سے ہمارا تعلق مضبوط رہے۔

تراویح، سماعت قرآن اور شبینہ کے احکام

تراویح ایک بہت بڑی نعمت ہے جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوئی ہے..... تراویح کا ثبوت قرآن کے لطیف اشارہ اور احادیث کے ذخیرہ سے ملتا ہے..... اس کی صراحت مفسرین و محققین نے کی ہے۔

قرآن کریم کا نزول رمضان ہی میں شروع ہوا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ رمضان وہ محترم مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

نزول قرآن کو رمضان سے مناسبت:

مفسرین نے صراحت کی ہے کہ قرآن کریم کا نزول اس مہینہ کے لئے ایک خاص وجہ اور مناسبت رکھتا ہے..... اللہ تعالیٰ نے عظیم دستور یعنی قرآن کریم سے ہم کو نوازا یہ ایسی نعمت عظمیٰ ہے جو قیامت تک کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی یہ عادت تھی کہ اپنے اسلام لانے کے واقعہ کو یاد اور کوئی اہمیت کے حامل واقعہ کو اپنی زندگی کا جزء لا ینفک بنا لیتے اس طرح کے نظائر سیرت کی کتابوں میں بکثرت ہیں..... اسی طرح ہم پر بھی یہ نعمت عظمیٰ کا اظہار ضروری ہے..... اس نعمت کے اظہار کے لئے تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کو سنت مؤکدہ قرار دیا گیا ہے۔ فائده قوله تعالى شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن لا یبدل علی ان القرآن علاقه خاصه بهذا الشهر العظیم وان کان کذاک فلا بد من اظہارہا عملا ففیہ فلا تلة علی السنۃ ختم القرآن فی قیام رمضان۔ (احکام القرآن: ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳)

نبیہ کی روایت میں ہے: یقول القرآن ومنعته النوم اشارة الی قیام رمضان ختم القرآن لأن المراد بالقرآن وکله لا بعضه۔ یعنی قرآن کریم کہے گا اے پروردگار میں اس کو قرآن کریم پڑھنے میں مشغول رکھا..... یہ سونے سے باز رہا..... لہذا

آپ میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ (اس کو بخش دیجئے) اس میں بھی رات میں سونے سے رکنا رمضان میں ختم القرآن پر دلالت کرتا ہے۔ (احکام القرآن: ۱۴۷/۱)

تراویح..... رسول اکرم ﷺ کی سنت ہے

تراویح آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے تراویح پڑھائی اور اس عمل کو بے حد پسند کیا ہے..... مگر فرضیت کے خوف سے آپ ﷺ نے امت کو موانعت سے نہیں پڑھائی..... البتہ صحابہ کرامؓ برابر تہا تہا پڑھتے رہے۔ (امت پر آسانی ہمیشہ مد نظر ہوتی) اور حضرت ابو بکرؓ کے دور میں بھی یہی معمول رہا..... البتہ لوگوں کا تہا پڑھنا حضرت عمرؓ کو اچھا نہیں معلوم ہوا چنانچہ آپؓ نے باجماعت تراویح کا اہتمام کیا وہی سنت رسول اللہ ﷺ و قیل ہی سنتہ عمرؓ و الاول اصح کذا فی جواہر الاخلاطی۔ (ہندیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے غیر مقلدین کو اعتراض ہے یا وافض کو اختلاف ہے، حضرت عمرؓ نے تو تمام صحابہؓ کو جمع کیا اور سب کی آراء کے مطابق فیصلہ کیا..... نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وروی ابو نعیم من حدیث عروبة الکندی ان رسول اللہ ﷺ قال ستحدث بعدی اشیاء فاحبها ان تلزموا ما احدث عمر۔ یعنی میرے بعد کچھ نئی چیزیں ایجاد ہونے والی ہیں مجھے پسند ہے کہ حضرت عمرؓ جو ایجاد کریں اس کو تم لازم پکڑ لو۔ (طحاوی: ۲۲۴)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو صحبت رسالت و نبوتؐ کی برکت سے جو فیض حاصل رہا اور صحابہ کرامؓ کی جماعت میں شریعت کے مزاج شناس اور کلام نبوتؐ کے فہم و ادراک میں انہیں جو بلند رتبہ حاصل تھا..... اس کے پیش نظر بلاشبہ وہ اپنی رائے میں درست تھے۔

حضرت عمرؓ کے اس رتبہ کو یہ حقیقت واضح کرتی ہے کہ ان کی رائے اور منشاء خداوندی میں متعدد مقامات پر ”توافق“ پایا جاتا ہے جسے مفسرین ”موافقات عمرؓ“ سے تعبیر کرتے ہیں۔

تراویح میں تعداد و رکعات:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تراویح کی رکعتیں آٹھ ہیں..... یہ صحیح نہیں ہے..... رکعات تراویح بیس ہونے پر چاروں ائمہ کا اتفاق ہے۔ بیس سے کم کے تو کوئی قائل نہیں تراویح کی رکعات سے متعلق امام مالک کا اختلاف ہے وہ بھی ۳۶ رکعات کے قائل ہیں..... یعنی بیس پر تو اجماع ہے پھر ابن عباسؓ کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو یا تین رات تراویح کی امامت کی تھی..... وہ بیس رکعات تھی۔ اس لئے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد بلغوا عنی ولو آیت پر عمل کرتے ہوئے امت کے لئے ایسا بہترین نمونہ پیش کیا کہ..... حضور ﷺ کے ہر عمل کو صرف نقل ہی نہیں کیا..... بلکہ خود بھی عمل کرتے رہے..... اور رہتی دنیا تک کیلئے احادیث کے ذخیرہ میں اضافہ فرما کر بڑا احسان اور انعام فرمایا..... رکعات تراویح کے باب میں قلت و کثرت کا جو اختلاف ہے وہ صرف اس غلط فہمی کی بناء پر ہے کہ قیام اللیل سے مراد تہجد ہے یا تراویح..... اور اگر قیام اللیل سے مراد تہجد ہے تو تہجد میں آپ ﷺ نے عموماً آٹھ رکعت پڑھی ہے..... لہذا تراویح بھی آٹھ رکعت ہی پڑھی جائے..... ہم نے مناسب سمجھا کہ حضور ﷺ خلفاء راشدینؓ اور عہد صحابہؓ کے رمضان المبارک کے معمول کو اس پس منظر میں نقل کر دیں..... تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو سکے..... نیز ہم نے تراویح کی جماعت کا اہتمام جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا..... اس کو بھی ذکر کرنا مناسب سمجھا..... تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے کہ آپ ﷺ نے پابندی سے اس لئے نہیں پڑھائی کہ..... کہیں ایسا نہ ہو کہ پابندی کی وجہ سے یہ عمل تم پر فرض قرار دیدیا جائے..... اور تم پر یہ عمل لزوم کی وجہ سے گراں اور مشکل ہو جائے۔

عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں تراویح پر عمل:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو رمضان المبارک میں ۲۰

رکعات نماز تراویح پڑھائی تھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۳)

یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نمبر ہے اور تراویح کے باب میں نہ تو ان سے کوئی عمل ثابت ہے اور نہ انہوں نے اس سلسلہ میں امت کے لئے کوئی نمونہ چھوڑا۔

اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اور اپنے بعد کے دور سے متعلق یوں ارشاد فرمایا تھا کہ: خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اللہ۔ کہ سب سے بہترین زمانہ میرا اور پھر اس کے بعد کا پھر اس کے بعد کا ہے..... پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دور خلافت ویسے بھی نہایت مختصر رہا اور آپؓ زیادہ تر ارتداد کو ختم کرنے میں مصروف رہے..... نیز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں تراویح کا معمول تو چلتا رہا..... البتہ ایک امام کی اتباع کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ضروری نہیں سمجھا۔

پھر حضرت عمرؓ نے آئندہ آنے والے احوال اور انتشار سے حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت ابی بن کعبؓ کو امام مقرر فرما کر..... گویا اجتماعیت کی بہترین شکل رائج فرمائی..... جو حضور ﷺ کے منشاء کے عین مطابق ہے۔

(ب) حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے دور خلافت میں تراویح کی بیس رکعتیں ہوا کرتی تھیں۔ (بیہقی: ۲/۴۹۶)

(ج) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ وہ خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کے حکم سے رمضان میں ۲۰ رکعات تراویح میں پڑھایا کرتے تھے۔ (کنز العمال: ۳/۳۲۵)

(د) حضرت سوید بن غفلہؓ رمضان میں پانچ ترویحوں کے ساتھ ۲۰ رکعات تراویح میں پڑھاتے تھے۔ (بیہقی: ۲/۴۹۶)

(ه) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک صحابیؓ کو حکم دیا کہ وہ پانچ ترویحوں کے ساتھ ۲۰ رکعات تراویح پڑھائیں۔ (بیہقی: ۲/۴۹۶)

(و) ایک روایت حضرت علیؓ ہی سے متعلق ہے کہ انہوں نے قراء کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ ۲۰ رکعت تراویح پڑھائیں اور تراویح کے بعد حضرت علیؓ نے وتر میں خود امامت فرمائی۔ (بیہقی: ۴/۲۹۶)

(ز) حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ۲۰ رکعات تراویح پڑھی جاتی تھی۔ (بیہقی: ۴/۲۹۶)

(ح) حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفاً وعظمتہ) میں رمضان المبارک میں ۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۳)

(ط) صاحب المطہرۃ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (یعنی، قیام اللیل: ۹۱)

(ی) حضرت ابی بن کعبؓ رمضان میں ۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۳)

(ک) علی بن ربیعہؓ رمضان میں پانچ سو ویکو کیساتھ ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (حوالہ سابق)

تابعینؓ اور تبع تابعینؓ کا معمول:

(الف) شارح مسلم حضرت علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ۲۰ رکعات تراویح ہی ثابت ہے اس لئے کہ ۲۰ پر عمل میں تواثر اور تسلسل ہے۔ (مرقاۃ: ۲/۱۶۹)

(ب) حضرت حارثؓ ۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۳)

(ج) حضرت شتیرؓ ۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (بیہقی: ۴/۲۹۶)

(د) شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ کے اجماع سے ۲۰ رکعات تراویح میں ثابت ہیں۔ (مرقاۃ: ۲/۱۷۰)

(ه) علامہ ابن عکرمہؒ جنبلؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ صحابہ کرامؓ (مہاجرین و انصار) نے مواظبت سے ۲۰ رکعات تراویح کے معمول کو جاری رکھا اس لئے گویا یہ عمل بالا جماع ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: ۴/۳۵۶)

(و) علامہ طحاویؒ لکھتے ہیں و انما ثبت العشرون بمواظبة الخلفاء الراشدين کہ صحابہ کرامؓ کی پابندی سے ۲۰ رکعات تراویح کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ (طحاوی: ۲۲۳، تاریخ الخلفاء: ۴/۳۵۶، رد المحتار: ۲/۳۵)

تراویح عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے:

تراویح مردوں اور عورتوں دونوں پر سنت مؤکدہ ہے البتہ مرد حضرات مسجد میں جماعت کے ساتھ اور عورتیں گھر میں تنہا تراویح ادا کریں گی۔ سنة مؤكدة للرجال والنساء جميعاً فالرجال يصلون بالجماعة في المسجد۔ نیز کسی جگہ عورتوں کیلئے تراویح میں شرکت کا موقع ہو تو ان شرائط کے ساتھ عورتیں تراویح میں شریک ہو سکتی ہیں۔

(۱) محرم کے ساتھ جانے اور آنے کی سہولت ہو۔

(۲) تراویح کا جہاں نظم کیا گیا ہے وہاں پردہ کا معقول بندوبست ہو۔

(۳) تراویح کے ادا کرنے کا ارادہ ہو محض تفریح یا اور کوئی بے حیائی کا خیال بھی نہ ہو مگر پھر بھی عورت کی نماز گھر ہی میں زیادہ بہتر ہے۔

جہاں عورتوں کیلئے تراویح کا نظم کیا گیا ہے وہاں انتظام کرنے والے مرد حضرات کے جانے پر بھی پابندی ہو۔

واما النساء في بيوتهن خير لهن ، او قال قوم من الروافض سنة

للرجال دون النساء (فتاویٰ قاضی خان: ۲۳۲/۱ تا ۲۳۲/۱: ۶۵۳)

سماعت قرآن کریم

مروجہ سماعت قرآن کی حیثیت:

آج کل بڑے شہروں میں سماعت قرآن کے نام سے محلہ کی عورتیں اور دوسری جگہ کی مختلف عورتیں جمع ہوتی ہیں..... اسکی صراحت کتابوں میں تلاش کرنے کے باوجود احقر کو نہیں ملی ایسا طریقہ نہ آپ ﷺ کے دور میں تھا..... اور نہ ہی آپ ﷺ کے ہدایت یافتہ صحابہ کرامؓ کے دور میں..... اور نہ تو تابعینؓ اور نہ تبع تابعین کے دور میں تھا..... یہ رسم کب سے ایجاد ہوئی اس کے بارے میں بھی کوئی

تحقیق حاصل نہیں ہو سکی۔

دو شکلیں:

اس سماعت قرآن کریم کی دو شکلیں ہیں۔ اکثر جگہوں پر عورتیں تلاوت کرتی ہے اور عورتیں ہی سنتی ہیں مرد بھی شریک ہوتے ہیں اس کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اس لئے کہ عورت کی آواز بھی ستر ہے اور ستر کے معنی چھپانے کے ہیں، اب عورت لاؤڈ اسپیکر پر چاہے نہ پڑھے تب بھی تھوڑی بہت آواز تو ضرور نکلے گی..... اگر آواز نہ نکلے گی تو سماعت قرآن میں شریک ہونے والی عورتوں کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا..... اب لازمی یہ ماننا ہوگا کہ آواز سے پڑھتی ہیں..... اس آواز کا مردوں کے کانوں میں پڑنے کا امکان ہے..... اور فتنہ و فساد کا بہر حال اندیشہ ہے..... اسلئے یہ طریقہ صحیح نہیں۔

دوسری صورت میں مرد تلاوت کریں اور عورتیں مرد سب سماعت قرآن میں شریک ہوں تو پردہ کا معقول انتظام نہیں رہتا..... اور پردہ باقاعدہ نہیں رہتا..... اکثر دیکھا گیا ہے کہ برائے نام پردہ ہوتا ہے..... عورتیں مردوں کو دیکھتی ہیں اور مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں..... مرد اندر جاتے ہیں اور عورتیں باہر آتی ہیں..... یہ سب مفسدات میں سے ہیں اسلئے اس کو مکمل طور پر چھوڑنا ضروری ہے۔

سماعت قرآن کا مقصد:

جو لوگ عموماً اپنے پاس سماعت قرآن کراتے ہیں ان کی حقیقت میں نیت معلوم کریں تو معلوم ہوگا کہ نام و نمود مقصود ہے..... اور کوئی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا..... غریب سے غریب کو دیکھا گیا، ہیکہ اپنی ضروریات پوری کرنے کا بندوبست نہیں ہوتا..... مگر سماعت قرآن کی فکر کرتا ہے اور جو امیر ہوتے ہیں وہ بھی سماعت قرآن کے بہانے لوگوں کی دعوت کرتے ہیں، طرح طرح کے کھانے بنائے جاتے ہیں یہ نام و نمود نہیں تو پھر اور کیا ہے..... خود سماعت قرآن کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے۔

سماعت قرآن کی خرابیاں:

سماعت قرآن کی محفلوں میں عورتیں زیادہ مرد کم ہوتے ہیں، ویسے عورتوں کو قرآن کریم سنانے کے لئے ہی ان محافل کا انعقاد ہوتا ہے..... مگر عورتوں کے اپنے بچے بھی تو ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ادھر قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے..... اور ادھر بچے روتے ہیں اور کچھ عورتیں اپنی باتوں میں مصروف..... یا کم از کم رونے والے بچوں کو سمجھانے میں مصروف رہتی ہیں..... اور باہر مرد بھی اپنے بچوں سے باتیں کرتے ہیں یا بچے ان کو پریشان کرتے ہیں..... اور وہ ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ شاید ہی کہیں ایسا ہو کہ سماعت قرآن کی محفل ہو اور لاؤڈ اسپیکر نہ ہو..... لاؤڈ اسپیکر لگائیں گے تو آواز بہت دور تک جائے گی باہر چلنے والوں کیلئے اذیت کا باعث ہوگی..... باہر چلنے والے بات وغیرہ کریں گے کہیں گالی گلوں ہوگی..... غرضیکہ جتنے بھی مفاسد ہو سکتے ہیں ہوں گے..... اور اس قرآن کریم کی سماعت کا مقصد رحمت حاصل کرنا ہے قرآن کریم کے ذریعہ رحمت کے حصول کے لئے یہ شرط ہے کہ غور سے سننا اور خاموش رہنا پایا جائے خواہ آواز آئے یا نہ آئے ”وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون“ رحم کا وعدہ خاموش ہو کر غور سے سننے پر ہے..... جو مفقود ہے اس لئے بہر حال ان محافل کا ترک کرنا ضروری اور لازم ہے..... نیز مذکورہ آیت کریمہ کے متعلق کہیں یہ گمان نہ ہو جائے کہ یہ خاموش رہنے کا حکم تو نماز کے متعلق ہے، ایسی بات نہیں بلکہ یہ نماز اور غیر نماز کے لئے حکم ہے اس کی صراحت اس عبارت سے ہوتی ہے ”يجب الاستماع للقرأة مطلقاً درمختار ای فی الصلوة و خارجها“۔ (رد المحتار: ۵۰۹/۱)

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت دعاء و استغفار بھی منع ہے:

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت غور سے سننا واجب ہے اسے کسی حال میں ترک نہیں کیا جاسکتا

..... یہاں تک کہ دعاء و استغفار بھی نہیں کر سکتے..... حالانکہ دعاء و استغفار تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے..... مگر قرآن کریم کی تلاوت کے وقت دعاء و استغفار بھی مکروہ ہے جب کہ یہ خود (دعاء و استغفار) ایک عبادت ہے..... اس پر یہ حکم کراہیت کا..... تو باتوں اور بچوں کے رونے اور ان کو سمجھانے کی اجازت کیسے مل سکتی ہے ”و صرح علماؤنا بکراہۃ الدعاء و الاستغفار حال قرأۃ القرآن و کذا ما یشغله عن الاستماع“۔ (طحاوی علی المراقی: ۱۲۳)

نوٹ:- عام حالات میں سلام کا جواب دینا واجب ہے..... اسی طرح چھینکنے والے کی چھینک کا جواب ”یرحمک اللہ“ کہنا واجب ہے..... مگر قرآن کریم کی تلاوت کے وقت جواب دینا بھی جائز نہیں ہے..... چہ جائیکہ باتوں کی اجازت دی جائے..... اسلئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز جہاں تک جاتی ہے..... وہاں تک خاموش رہنا واجب ہے..... اور جہاں تک آواز جاتی ہے وہاں تک کے لوگوں کو خاموش کرنا..... یا ان کو خاموش رہنا ممکن نہیں ہے..... اپنے مکان میں سامعین کو گفتگو کرنے سے روکنا ممکن نہیں..... تو جہاں تک آواز جاتی ہے وہاں تک کے لوگوں کو روکنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے..... اس لئے بہر حال مروجہ سماعت قرآن کا ترک لازم اور ضروری ہے و کذا ما یشغله عن الاستماع فلا یرد سلام ولا یشمت عاطساً لما فیہ من الخلال بغرض الاستماع“۔ (طحاوی علی المراقی: ۱۲۳)

قرآن کریم پڑھنے والوں سے گزارش:

ایسے حفاظ جو قرآن کریم کو بے محل (مثلاً بازاروں میں یا ایسی جگہوں پر جہاں شور و غل ہوتا ہے) پڑھتے ہیں وہ چاہے کسی مقصد سے ہو..... رحمت کے بجائے زحمت کا باعث بنتا ہے..... اس لئے احتیاط لازمی ہے..... کیوں اپنی آخرت کا نقصان کیا جائے (شہرت ہوگی کہ فلاں حافظ صاحب نے ایک بیٹھک میں دس پارے پندرہ پارے یا بیس پارے تلاوت کئے..... یا نذرانہ مل جائے گا) اگر کوئی قاری بازاروں میں تلاوت کرتا ہے لوگوں کے شور و غل کی وجہ سے گناہ صرف حافظ کو ہوگا..... اس

لئے کہ ایسی جگہ وہ پڑھتا کیوں ہے جہاں احترام نہیں ہوتا” وقالوا الواجب علی القاری احترام القرآن بان لا یقرأ فی الاسواق و مواضع الاشتغال فاذا قرأ فیہا کان هو المضیع لحرمة فیکون الاثم علیہ دون اهل الاشتغال دفعاً للخرج فی الزامهم“۔ (طحاوی علی المرقی: ۱۲۳)

شبینہ:- شبینہ کا رواج اور بعض خرابیاں:

قرآن کریم کی رمضان المبارک میں جتنی بھی تلاوت کی جائے کم ہے..... مگر قرآن کریم کا ورد مقصود نہیں..... قرآن کریم کی تلاوت و چاشنی..... تدبر بھی مقصود ہے..... ویسے آج کل کے شبینے مقصد کم..... شہرت اور چرچے زیادہ کے مصداق ہیں..... صحابہ کرامؓ، تابعینؓ اور تبع تابعینؓ کے متعلق اس قسم کی باتیں ملتی ہیں کہ ایک ایک رات میں پورا قرآن کریم پڑھتے تھے..... مگر ایسا نہیں پڑھتے تھے جیسے آج کل کے حفاظ کا معمول ہو گیا ہے۔

قرآن کریم کا پڑھنا باعث اجر و ثواب ہے..... سننا بھی باعث اجر و ثواب ہے..... مگر شبینوں میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ سب سے پہلی خامی تو یہ ہے کہ حافظ صاحب اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ قرآن کریم کے حروف کٹ جاتے ہیں..... کہیں یہ علمون سمجھ میں آ گیا تو کہیں یہ علمون سمجھ میں آ گیا..... پختہ یاد بھی نہیں رہتا کچھ یہاں چھوڑ دئے..... کچھ وہاں چھوڑ دئے..... بس خانہ بدی مقصود ہوتی ہے..... ایسے پڑھنے سے کیا فائدہ..... پھر خاص طور پر یکشبہ شبینہ اور دو شبہ شبینہ میں یہ بکثرت دیکھا گیا ہے..... رہا مسئلہ مصلیوں کا کچھ تو پیچھے بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں..... اور کچھ آرام کرتے رہتے ہیں، غرضیکہ قرآن کریم کی سماعت میں بہت ساری بے ادبی پائی جاتی ہے..... ان تمام خرافات و خرابیوں کی بناء پر یکشبہ اور دو شبہ کا ترک کرنا ضروری اور لازم ہے۔ (ایضاح

المسائل ۲۶۰، فتاویٰ رحمیہ: ۳۸۷/۴)

ابھی چند سال سے یہ بھی دیکھنے میں آ رہا ہے کہ یکشبہ کے بجائے ایک رکعت میں مکمل قرآن اور

ما بقیہ انیس رکعات میں مختلف سورتوں کی تلاوت..... یہ شہرت کا ڈھونگ ہے..... جو رچایا گیا ہے..... اس میں تو صد فیصد خامیاں موجود ہیں..... جو اوپر ذکر کی گئی ہیں، اس لئے اس کا ترک کرنا لازم ہے..... ایسے شبیوں میں شرکت کر کے اپنی آخرت کیوں ضائع کرتے ہو..... جہاں قرآن کریم کی توہین ہوتی ہے..... نیز حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”ما رأیت رسول اللہ ﷺ قرأ القرآن کله فی لیلة واحدة“ کہ میں آپ ﷺ کو ایک رات میں پورا قرآن پڑھتے ہوئے نہیں دیکھی۔“ (فتاویٰ رشیدیہ: ۳۷۰/۳: ۳۸۷)

معزز حفاظ سے:

جن حفاظ کرام میں اس طرح کی خرابیاں موجود نہ ہوں..... یعنی وہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن کریم صاف صاف حتی المقدور تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھتے ہوں..... اور ان کو یاد بھی اچھا ہو..... تو بھی ان سے بھی گزارش ہے کہ ماحول میں سدھار کی خاطر (اسلئے کہ جو حفاظ صاف نہیں پڑھتے وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں صاحب یکشی پڑھاتے ہیں..... ہم کیوں نہ پڑھائیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں یاد ہے اور ہم کو اچھی طرح یاد نہیں وہ اعتدال سے پڑھتے ہیں اور ہم تیزی کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے حروف کٹتے رہتے ہیں) یکشی شبینہ اور دوشی شبینہ سے مکمل احتراز کریں تو قرآن کریم کا احترام برقرار رہے گا۔

زکوٰۃ۔ احکام و مسائل

عام ایام کے مقابلہ میں انسان کو نیکیوں کی توفیق رمضان المبارک میں زیادہ ہو جاتی ہے چنانچہ جہاں گناہوں سے بچنے کا مزاج بنا..... ساتھ ہی نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا موقع بھی ملا۔ زکوٰۃ کا تعلق رمضان المبارک سے بالکل نہیں اس لئے کہ زکوٰۃ کے لئے ایک سال مال پر گزرنے کو لازم قرار دیا گیا اور کوئی ضروری نہیں کہ مال رمضان ہی میں آئے..... اور اس کا پھر آئندہ رمضان میں سال ہو جائے..... تو وہ زکوٰۃ نکالے۔

مگر چونکہ جیسے اور نیکیوں کے بارے میں معلوم ہے کہ عام دنوں میں ایک پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں..... تو رمضان میں ستر گنا اضافہ کے ساتھ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں..... اس لئے بہت سارے لوگوں کا معمول ہے کہ سال بھر کی زکوٰۃ رمضان المبارک میں نکالنے کا اہتمام کرتے ہیں..... چاہے پیٹنگلی (سال ختم ہونے سے پہلے) یا تاخیر (سال گزرنے کے بعد بھی رمضان کا انتظار) سے نکالنا پڑے۔

زکوٰۃ کے معنی میل پچیل دور کرنا، زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ جیسے اور چیزیں میلی کچلی ہو جاتی ہیں..... اسی طرح مال کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اس میں کچھ میل کی آمیزش بھی ہو جاتی ہے..... اور عقل مند وہ ہے جو میل کو دور کر دیتا ہے..... نیز جیسے چیزوں کے میلے پن کو دور کرنا ضروری ہے..... اسی طرح مال کے میل کو بھی دور کرنا ضروری ہے..... اس دور کرنے کو اصطلاح میں ”زکوٰۃ“ کہتے ہیں۔

قرآن میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا تذکرہ کئی مرتبہ کیا گیا ہے..... نیز حدیث میں بھی اس کی تاکید مذکور ہے..... زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کو وعیدیں..... اور ادا کرنے والے کو بشارتیں سنائی گئی ہیں۔

زکوٰۃ کی حکمت

یہ طے ہے کہ کسی کے پاس مال کا ہونا..... یا نہ ہونا..... اس میں انسان کی قابلیت یا کابلی کا کوئی دخل نہیں ہے..... بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عنایت کر دیتے ہیں..... اور جس کو چاہے محروم فرما دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر (سورہ بآ) اللہ جس کیلئے چاہے رزق میں کشادگی فرماتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے..... چنانچہ مالدار کو اپنے مال پر غرور نہیں کرنا چاہئے..... اور غریب کو اپنی قسمت پر ماتم نہیں کرنا چاہئے۔

حق تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں غریبوں..... محتاجوں..... مسکینوں کا بھی حق رکھا ہے..... ایک طریقہ تو یہ تھا کہ غریب امیروں سے ظلم جبر و تشدد کے ذریعہ اپنا حق وصول کرتے..... اور اپنی ضروریات پوری کرتے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ امیروں کو سمجھا کر غریبوں کی ضروریات کے خیال کا حکم دیا جاتا، چنانچہ ہر عقلمند شخص کہے گا کہ پہلی صورت کے مقابلہ میں دوسری شکل زیادہ اچھی اور بہتر ہے اور اسی دوسری صورت کا نام زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے فوائد

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم (سورہ توبہ: ۱۰۳) اے نبی ﷺ ان کے مال میں سے زکوٰۃ لیجئے تاکہ آپ انہیں پاک کر سکیں۔

دوسری جگہ فرمایا و سيجنبہا الاتقى الذى يؤتى ماله يتزكى (سورہ البیل) اس شخص کو جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا جو متقی ہو نیز اپنا مال دے تاکہ پاک ہو جائے۔

نیز فرمایا یمحق اللہ الربا و یربى الصدقات (سورہ آل عمران) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ و

خیرات کو بڑھاتا ہے۔

چنانچہ حدیث میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والے کی تعریف ذکر کی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ من اڈی زکوٰۃ ماله فقد اذهب الله عنه شره جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے مال سے شر کو دور فرما دیتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے ماتلف فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔

نیز ایک اور حدیث میں ہے ماخالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اهلکتہ بکبھی زکوٰۃ مال میں مل جائے گی تو اس کو ہلاک کر کے رکھ دے گی۔

چنانچہ ان آیات و احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی بڑی اہمیت ہے کہ..... جو کچھ نقصان ہوتا ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی سے یا زکوٰۃ اچھے مال میں ملانے سے پورے مال کو ہلاک یا ضائع کر دیتی ہے۔ الامان و الحفیظ

زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے ارادے اور عزائم چونکہ لائقنا ہی ہیں..... اس لئے کبھی تو انسان بعد میں ادا کرنے کا ارادہ کرتا ہے..... اور کبھی بہانہ بناتا ہے کہ مکان بنانا ہے..... لڑکی کی شادی کرنا ہے..... حج کرنا ہے..... کاروبار بڑھانا ہے وغیرہ..... اور کاہلی سستی کرنے لگتا ہے..... یہاں تک کہ مہینوں کا سردار رمضان رخصت ہو جاتا ہے..... اور جب شیاطین قید ہوں تو ادا کرنا دشوار ہوا..... تو بعد میں تو بس اللہ ہی حافظ ہے..... اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ کاہلی اور سستی اس معاملہ میں ہرگز نہیں کرنی چاہئے..... سال میں ایک مرتبہ ڈھائی فیصد زکوٰۃ کی ادائیگی خوشی خوشی کر دینی چاہئے۔

کبھی ایسا سوچتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی آجائے گی..... چنانچہ وہ کنجوسی سے کام لیتا

ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا اتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم اور کنجوسی سے بچو! اس لئے کہ کنجوسی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر دیا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا منشاء ہرگز یہ نہیں کہ جو کچھ کمایا سب کا سب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیا جائے..... بلکہ اس میں سے اپنے بچوں اور بیوی وغیرہ کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے غریبوں کا بھی خیال کرنا چاہئے۔

چنانچہ رعایت نہ کرنے والوں کے لئے حق تعالیٰ نے وعید ارشاد فرمائی ہے: **وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سورہ توبہ)** کہ جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

ایک حدیث میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو..... اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے..... تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی..... اور دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کر کے اس سے اس کے دونوں پہلوؤں..... پیٹھ، پیشانی کو داغا جائے گا اور یہ سزا کا سلسلہ جاری رہے گا۔

نیز فرمایا کہ جن کو خدا نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے..... تو قیامت کے دن ان کا یہ مال ایک بہت زہریلے اور گنجه سانپ کی شکل میں نمودار ہوگا اور ان کی گردن میں لپٹ کر دونوں جبرؤں کو نوچتے ہوئے کہے گا انا مالک و انا کنزک کہ میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں۔

ان آیات قرآنی و ارشادات نبوی ﷺ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا انتہائی برا اور فبیح عمل ہے..... کتنی سخت وعید ہے کہ قیامت کے دن وہ مال سونا چاندی زیورات اور جائیدادیں جن کا حق ادا نہیں کیا گیا..... غریبوں کے حقوق کو ادا کرنے کے بجائے صرف جمائے رکھا..... تو وہ سانپ کی شکل اختیار کریں گے..... اور اس سے کہیں گے کہ میں وہی مال و خزانہ ہوں جس کو تو محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

کاہلی کرنا بے وقوفی ہے

جب یہ طے ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی..... بلکہ اس میں خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے..... شر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے..... آخرت کی رسوائی اور عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے..... تو عقلمندی یہی ہے کہ بغیر کسی عذر و کاہلی کے سال گزرنے پر..... زکوٰۃ ادا کر دینا چاہئے عذر کرنا کاہلی کرنا بے وقوفی ہے۔

زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے

ویسے تقریباً تمام احکامات کا تعلق انسان کے ساتھ بلوغ کے بعد ہوتا ہے..... چونکہ وہ بلوغ سے پہلے مکلف ہی نہیں رہتا..... اس لئے اسلام نے بلوغ کو معیار مانا ہے..... عقلمند ہونا، صاحب نصاب ہونا یعنی سال کے ابتداء اور انتہاء میں اتنا مال، سونا..... چاندی یا جائیداد ہونا کہ اس کی قیمت میں ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جاسکے..... یا تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو دونوں کو جمع کیا جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی خریداری ممکن ہو..... چاہے درمیان سال میں مال اس مقدار کے بقدر اس شخص کے پاس رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

مذکورہ اشیاء میں زکوٰۃ ہے

☆ تجارت کی نیت سے خریدا ہوا مکان..... پلاٹ پر سال گزر گیا تو زکوٰۃ واجب ہے..... اگرچہ وہ سال گزرنے تک بھی کسی نے نہیں خریدا..... نیز جس قیمت میں خریدا ہے اس قیمت کا نہیں بلکہ مارکٹ میں اس کی جو قیمت چل رہی ہو اسی اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی..... البتہ اتنی سہولت اس کو ضرور ہے کہ فی الفور اگر زکوٰۃ نکالنے کیلئے رقم نہیں ہے تو جب بھی یہ چیز فروخت ہو جائے حساب لگا کر زکوٰۃ نکالنا ہوگا۔

☆ کرایہ پردی جانی والی چیزوں کی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہے مثلاً مکان کے کرایہ پر..... اور کرایہ پر چلنے والی گاڑی کی سالانہ آمدنی پر..... اور جو بھی چیز کرایہ پردی جاتی ہو..... اس کی آمدنی پر

- ☆ زکوٰۃ کا لزوم ہوگا..... اصل ملکیت یعنی مکان گاڑی وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہوگی بلکہ ان کی آمدنی پر ہوگی۔
- ☆ بیمہ (انشورنس) کروانا اگرچہ اسلام میں ناجائز ہے..... کسی نے بیمہ کروایا ہے تو جتنی قیمت کا اس نے بیمہ کروایا ہے اگر وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔
- ☆ استعمال کی عمومی اشیاء..... گاڑی مکان..... فرنیچر وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، البتہ استعمال کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہے۔
- ☆ ایف ڈی (فلکسڈ ڈپازٹ) کی ہوئی رقم..... اگر نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس رقم پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ واضح رہے کہ اسلام میں فلکسڈ ڈپازٹ جائز نہیں ہے۔

مخالف پہلو

اوپر ذکر کردہ شکلوں کے علاوہ میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے..... نیز کسی کو کسی شخص نے قرض دیا اور نصاب کے بقدر ضرور ہے..... مگر اس کے وصول ہونے کی کوئی امید نہیں معلوم ہوتی..... اس سلسلہ میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وصولی کی کوئی امید نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے..... نیز امید تو ہے مگر سال گزر گیا قرض دار کوئی وقت بتانے کے موقف میں نہیں ہے..... تو حکم یہ ہے کہ قرض ملنے تک انتظار کرتا رہے..... اور قرض ملنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرے..... اور اگر انتظار کئے بغیر ادا کرنا ممکن ہے تو زکوٰۃ ادا کر دینا بہتر ہے۔

ضروریات کیلئے رکھی ہوئی رقم

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کوئی پروگرام بناتا ہے..... اور اس کے لئے رقم جمع کرتا ہے..... اور اس کام کے کرنے میں وقت لگ جاتا ہے..... مثلاً شادی کا ارادہ کیا..... مکان بنانے کا ارادہ کیا..... حج کا ارادہ کیا..... گاڑی خریدنے کا ارادہ کیا..... اور صرف ارادہ ہی کی کیفیت میں رہا یہاں تک کہ سال گزر گیا اس رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ادا کرے گا۔

زکوٰۃ کس کو دینا چاہئے

قرآن کریم نے زکوٰۃ و صدقات کے مستحقین فقراء مساکین، زکوٰۃ صدقات وصول کرنے والے، غلاموں کے آزاد کرانے، قرضدار، اللہ کے راستہ میں مصروف (مجاہدین) اور مسافر کو مصروف بتایا ہے..... یعنی ان پر زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے..... مگر یہ ذہن میں رہے کہ سید یا بنو ہاشم سے نسبی تعلق رکھنے والے کو چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو..... زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

غریب سید کی مدد کیسے کی جائے

چوں کہ سید یا بنو ہاشم کے خاندان سے نسبی تعلق رکھنے والا گویا رسول اکرم ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور زکوٰۃ لوگوں کے مال کا میل ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”زکوٰۃ کا مال لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے جائز نہیں۔“

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سید غریب ہے اور سید کی زکوٰۃ کی مدد سے مدد نہیں کی جاسکتی..... تو اب اس کی مدد کی کیا شکل ہوگی؟

فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ ایک ہے عطیہ اور ایک ہے زکوٰۃ (صدقہ)۔

زکوٰۃ یعنی لوگوں کے مال کا میل کچیل..... یہ نکالنا فرض ہے ہی..... اس کے ذریعہ ان مستحقین کی مدد کی جائے جو سید نہیں..... رہا مسئلہ اس شخص کا جو غریب تو ہے..... مگر سید بھی ہے اس کیلئے حکم یہ ہے کہ عطیہ میں سے اس کو دیا جائے..... اور صرف زکوٰۃ نکال کر بے فکر نہیں ہونا چاہئے..... بلکہ کچھ زائد نکالنا مسنون ہے..... اور اسی زائد کا نام عطیہ ہے..... اور عطیہ کے فنڈ کے ذریعہ غریب سید کی مدد کرنا چاہئے۔

صرف سید کہلانا کافی نہیں

لفظ سید کے معنی سردار کے آتے ہیں..... ایک اس شخص کو سید کہا جاتا ہے جس کا شجرہ نسب رسول

کر مصلیٰ سے جا کر ملتا ہے..... دوسرے اس شخص کو بھی سید کہا جاتا تھا جس کو لیڈر مانا گیا۔
چنانچہ لیڈر لفظ انگریزی کا ہے اور دیہات وغیرہ میں سردار کہنے کے بجائے سید کہا جاتا تھا اور پھر اس کے بیٹے کو سید صاحب کا بیٹا کہا جانے لگا..... یہ سلسلہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ دو تین بیڑیاں (نسل) گزرنے کے بعد سردار کے لئے بولا جانے والا لفظ..... اب نام کا جز سید بن گیا..... اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ سید سے مراد حقیقی سید ہے..... حالانکہ یہ سید نسبی نہیں..... بلکہ سرداری کے معنی کو ادا کرنے والا ہے۔

زکوٰۃ کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے

قرآن کریم نے تو زکوٰۃ کے مصارفین میں تقریباً سات مستحقین کا تذکرہ کیا ہے..... سوال یہ ہے کہ کیا ان سب کو دینا ضروری ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ جس کی جیسی ضرورت ہو اسی اعتبار سے ترجیح دے کر اس کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنا چاہئے..... مگر اتنا ضرور خیال رہنا چاہئے کہ ایک شخص کو بیک وقت اتنی رقم نہ دیدی جائے کہ وہ شریعت کی نگاہ میں صاحبِ نصاب ہو جائے..... اگر ایسا ہوا تو پھر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں استحقاق کا خیال

بعض جگہوں پر ایسا ہوتا ہے کہ باپ دادا کے پاس ایک شخص زکوٰۃ لینے کے لئے مستحق ہونے کی وجہ سے پہنچتا رہا..... اور چند سال کے بعد باپ دادا گذر گئے..... اور اس مستحق شخص کی آمد کا سلسلہ جاری رہا..... یہاں تک کہ بعد میں اس کے حالات سدھر گئے..... غربت ختم ہو گئی زکوٰۃ دینے کے قابل نہیں بھی ہے..... تو لینے کے بھی قابل نہیں مگر چوں کہ زمانہ سے لینے کے لئے آتے رہے..... اور گھر والے بھی مجبور ہیں انکار کیسے کیا جائے..... چنانچہ استحقاق ختم ہونے کے بعد بھی کوئی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے گا تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

یہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے

چوں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں صاحبِ نصاب کو اختیار دیا گیا ہے..... اس لئے وہ مجاز ہے کہ جس کو چاہے دے..... لیکن پوری زکوٰۃ کو تین حصوں میں تقسیم کر دینا چاہئے..... بزرگانِ دین نے اس کے بے شمار فائدے بتائے ہیں۔

- (۱) ایک حصہ خاندان کے غریبوں کو دیا جائے۔
 - (۲) دوسرا حصہ محلّہ کے اور دیگر مستحق لوگوں کو دیا جائے۔
 - (۳) تیسرا حصہ اپنے علاقہ کے دینی مدارس کو دیا جائے۔
- واضح رہے کہ مدرسہ کی تعمیر، مسجد کی تعمیر وغیرہ میں زکوٰۃ کی رقم استعمال نہیں کی جاسکتی۔

وضاحت:

(۱) چوں کہ خاندان کے غریبوں کا بہر حال حق ہے..... یہ صاحبِ نصاب ان کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے..... اس لئے ان پر خرچ کرے گا تو دوسرے اجر کا مستحق ہوگا..... ایک قربت داری کے خیال رکھنے کا..... دوسرے زکوٰۃ کی ادائیگی کا۔

(۲) محلّہ میں اور آس پاس میں غرباء کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا جس کا پڑوسی بھوک کی حالت میں رات کو سو گیا..... اتنی سخت وعید ہے..... اس لئے اڑوس پڑوس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے..... نیز تلاش کر کے دینا چاہئے..... بہت سارے وہ غریب ہوتے ہیں جن کو غیرت کی وجہ سے مانگنے میں شرم محسوس ہوتی ہے..... حالانکہ وہ ضرور تمند ہوتے ہیں ایسوں کو تلاش کر کے دینا زیادہ ثواب کی بات ہے۔

(۳) چوں کہ ہمارے دین کی حفاظت، مسائل کی رہنمائی وغیرہ علماء ہی کر سکتے ہیں۔

زمانہ گذشتہ میں بیت المال کا نظام تھا اور مدارس اس کے تحت چلتے تھے..... اور بیت المال مدارس کے سارے اخراجات برداشت کرتا..... چوں کہ بیت المال کا نظام بالکل ہی ختم ہو گیا ہے..... لہذا دین کی حفاظت کرنے والے ان اداروں کا خاص طور پر خیال کرنا چاہئے..... اگر یہ محفوظ رہیں گے تو گویا ہمارا دین بھی محفوظ رہے گا۔

ویسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کے معاملہ میں کسی کا محتاج نہیں..... مگر سب کے طور پر رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دار ارقم اور مدینہ طیبہ میں صفہ نامی دینی درس گاہیں دین کی حفاظت کے لئے قائم کی تھیں۔

عبداللہ ابن مبارکؓ کا جواب

عراق کے بہت بڑے عالم دین، فقیہ، مفتی حضرت عبداللہ بن مبارکؓ کپڑے کے بڑے کاروباری شمار کئے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے علم و فضل کے ساتھ دولت و ثروت سے بھی نوازا تھا..... صاحبِ نصاب تھے، زکوٰۃ، صدقات و عطیات اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوب خرچ کرتے تھے۔

عبداللہ بن مبارکؓ کا معمول تھا کہ اپنی جتنی بھی زکوٰۃ نکلتی..... وہ پوری اہل علم، علماء اور دینی تعلیم کے اداروں پر خرچ کرتے تھے..... اپنی زکوٰۃ ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیتے۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ آپؓ اپنی زکوٰۃ کو اہل علم کے ساتھ کیوں مخصوص کرتے ہیں؟ ہر مستحق کو دینا چاہئے۔

عبداللہ بن مبارکؓ نے جواب دیا ”میں نبیوں کے مرتبہ کے بعد علماء سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا..... اگر اہل علم تنگدست اور مجبور ہو گئے..... تو دینی خدمت ان سے نہیں ہو سکے گی..... لامحالہ دینی معاملات میں کمزوری آجائے گی..... اس لئے دینی خدمت اور علمی مصروفیات کے لئے ان کو فارغ و بے فکر کر دینا زیادہ بہتر ہے..... اس لئے اہل علم پر خرچ کرتا ہوں۔ (احیاء العلوم: ۱/۱۹۵)

ذیل میں زکوٰۃ سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

- ☆ ساڑھے باون تو لے چاندی یا اس کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہے۔
- ☆ ساڑھے سات تو لے سونا یا اس کی قیمت موجود ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔
- ☆ ساڑھے سات تو لے سے کچھ کم سونا..... اور ساڑھے باون تو لے سے کچھ کم چاندی ہے..... تو دونوں کو ملائیں..... اور اس قیمت میں اگر ساڑھے باون تو لے چاندی خریدی جاسکتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔
- ☆ سونا، چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ فرض ہے۔ مثلاً سونا چاندی کے بٹن، اصلی زری اگرچہ وہ کپڑے میں لگے ہوں۔
- ☆ زکوٰۃ جس کو دے رہے ہیں اس کو مالک بنادینا چاہئے وہ مستحق اس زکوٰۃ کے مال یا چیز کو چھوے چاہے استعمال کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔
- ☆ زکوٰۃ کی جو رقم مستحق کو دی جائے وہ کسی کام کے معاوضہ میں شمار نہ کی جائے۔
- ☆ اپنے پاس کام کرنے والے نوکروں کو سال میں ایک مرتبہ یا چند مرتبہ کپڑے بنانے کا معاہدہ ہے..... تو زکوٰۃ اس میں بھی استعمال نہیں کی جاسکتی، البتہ کوئی معاہدہ نہیں ہے اور سال کی تنخواہ کاٹی بھی نہیں جاتی..... اور مالک دوکان اپنے طور پر رمضان یا اور کسی موقع سے نوکروں کو کپڑے بنانا چاہے..... تو ایسے کام کیلئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کر سکتا ہے۔
- ☆ غریب نادار لڑکیوں کی شادی میں بھی زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے۔
- ☆ غریب مستحق بچے یا بچی کی تعلیمی فیس، یوشن فیس یا اور کوئی فیس زکوٰۃ کی رقم سے ادا کی جاسکتی ہے مگر خود اسکول یا مدرسہ پہنچ کر ادا کرنے کے بجائے اس لڑکے یا لڑکی کے والدین کو یہ رقم حوالہ کریں یا بچوں کے حوالہ کریں..... خود ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔
- ☆ بیوی زیور شوہر کے لئے رکھتی اور پہنتی ہے..... اسلئے بیوی کی طرف سے زکوٰۃ کا ادائیگی شوہر پر لازم ہے۔

اعتکاف۔ فضائل و احکام

کوئی فقیر اور مسائل کسی در پر مکمل امید کے ساتھ یہ طے کر کے بیٹھ جائے کہ مجھے یہاں سے بہر حال لینا ہے..... ہمارے مسائل، ہماری امید..... اور ہماری ضرورتیں اس در سے پوری ہو سکتی ہیں..... تو اس فقیر اور مسائل کی کیا کیفیت ہوگی..... اور اس داتا، سخی کو یہ معلوم ہو کہ فقیر سب کچھ آپ سے امید لگائے بیٹھا ہے..... جب تک دیں گے نہیں وہ واپس ہونے والا نہیں وہ آپ ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے..... تو اس داتا اور سخی کی کیا سوچ ہوگی؟

مانگنے والا تو محتاج ہے..... اس کو اپنی ضرورت سے مطلب..... جہاں اس کو اپنی ضروریات کے پورا ہونے کا یقین ہو..... وہاں وہ فقیر ضرور جھولی پیارے گا..... اور امید لگائے گا..... لیکن یہ دنیا والے کیا دیتے..... دینے کو دل نہیں..... دولت کے ختم ہونے کا ڈر خوف ہمیشہ مسلط ہے..... میں کیوں دوں..... کب تک دیتا رہوں..... کتنا دوں..... کیا مجھے میری ضروریات نہیں..... کیا میرے بیوی بچے..... اور میری خواہشیں نہیں..... یہ وہ سوالات ہیں جو ہر دولت مند صاحب ثروت کے ذہن و دماغ میں کھلکتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے

بے سہارا لوگوں کا سہارا مایوس لوگوں کی امید، ساری دنیا کے خزانوں کا شہنشاہ اکرم الحاکمین جل شانہ مانگنے سے خوش ہوتا ہے..... نہ مانگنے والے سے بے زار..... اور اس پر غصہ ہوتا ہے؛ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من لم یسئل اللہ یغضب علیہ“ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں..... ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: علیک الدعاء وعلی الاجابة تمہارے ذمہ مانگنا اور میرے ذمہ قبول کرنا ہے۔

اعتکاف: کہتے ہیں کسی جگہ ٹھہر جانا اپنے آپ کو روکنا، کسی مکان میں بند رہنا۔
اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے مرد حضرات ایسی مسجد میں جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہو..... اور عورتیں اپنے مکان میں عبادت کی غرض سے پڑاؤ والا اعتکاف کہلاتا ہے..... اور اعتکاف دراصل اللہ تعالیٰ کے در کے بھکاری بن کر پوری توجہ اور پورا یقین اللہ تعالیٰ پر کرنا کہ میری دنیوی اور اخروی ساری ضرورتیں یہاں سے پوری ہوں گی..... کا خیال کر کے یکسوئی کے ساتھ عبادت میں لگ جانا اعتکاف کہلاتا ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں..... اعتکاف سنت مؤکدہ..... اعتکاف واجب، اعتکاف نفل
اعتکاف نفل: یعنی کوئی شخص کسی بھی وقت میں مسجد میں داخل ہوتا ہے نماز کے لئے..... یا کسی اور مقصد کے لئے چاہے وہ تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو یہ دعاء پڑھ لے:
بسم اللہ دخلت وعلیہ توکلت میں اللہ کے نام سے (مسجد میں) داخل ہوا اور
ونویت سنة الاعتکاف میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں نے
اعتکاف سنت کی نیت کی ہے۔

یہ اعتکاف نفل ہے جس کو سنت غیر مؤکدہ بھی کہا جاتا ہے۔
اعتکاف واجب: یعنی کوئی شخص اپنے کسی کام کی تکمیل کے لئے اللہ سے نذر کرتا ہے..... میرا
کام ہو جائے تو دن بھر کا، دو دن کا یا اس سے زیادہ کا اعتکاف کرونگا..... اور کام کی تکمیل ہو جائے تو
اعتکاف کرتا ہے..... اس اعتکاف کو اعتکاف واجب کہا جاتا ہے..... ایسی نیت پر کام کی تکمیل کے
بعد اعتکاف لازم ہو جاتا ہے..... نہ کرنے پر گنہگار قرار دیا جاتا ہے۔
رسول اکرم ﷺ نے مانی ہوئی کسی بھی نذر کو پوری کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ
نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ:

كنت نذرت في الجاهلية ان اعتكف
ليلة في المسجد الحرام قال فاؤف
میں نے جاہلیت میں نذرمانی تھی کہ ایک رات
مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا (کیا نذر
بنذرک (مشکوۃ ۱۸۳)
پوری کرنا میرے لئے ضروری ہے) آپ
ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

تیسری قسم اعتکاف سنت مؤکدہ؛ یعنی رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف
رسول اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف فرماتے تھے.....
پہلی قسم یعنی اعتکاف نفل (سنت) کے لئے روزہ شرط نہیں ہے..... البتہ آخری دو قسم یعنی اعتکاف سنت
مؤکدہ اور اعتکاف واجب اس کے لئے روزہ لازم اور ضروری ہے..... بغیر روزہ کے اعتکاف سنت
مؤکدہ اور اعتکاف واجب صحیح نہیں ہو سکتا (مشکوۃ شریف ۱۸۳)

اعتکاف کا وقت

اعتکاف سنت مؤکدہ کے لئے مکمل دس دن کا اعتکاف لازمی ہے..... انیس رمضان
المبارک کو عصر کی نماز کے بعد ہی ضروریات سے فارغ ہو کر افطار سے پہلے مسجد کو اعتکاف کی نیت سے
پہنچ جانا چاہئے..... پھر انیس رمضان کو اگر چاند دکھائی دے تو مغرب کے بعد..... ورنہ ۳۰ رمضان کی
مغرب تک کا وقت..... اعتکاف سنت مؤکدہ کا وقت ہے..... بلا ضرورت مسجد کے اندرونی حصہ سے
نہیں نکلنا چاہئے..... مسجد کا صحن بھی اگرچہ مسجد ہی میں شمار ہوتا ہے؛ مگر صحن مسجد میں بھی بلا ضرورت
آنے سے بچنا چاہئے۔

اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے

اعتکاف چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہے اس لئے ہر شخص کو اعتکاف کے
معاملہ میں فکر مند ہونا چاہئے۔

بعض علاقوں میں اعتکاف کے لئے کسی غریب شخص کو تلاش کر کے تیار کیا جاتا ہے..... اور اعتکاف بیٹھنے کی اجرت بھی اس کو دی جاتی ہے..... یہ عمل خلاف شرع ہے اس سے بچنا چاہئے؛ اس طرح کے اعتکاف سے ثواب نہیں ملتا۔

ہر ایسی مسجد جہاں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو..... کم از کم ایک آدمی کو اعتکاف بیٹھنا چاہئے اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے..... یعنی کوئی ایک بھی بیٹھ جائے تو سارے محلہ والوں کی طرف سے کافی ہے..... اور کوئی بھی نہیں بیٹھتا ہے تو سارے محلہ والے گنہگار ہونگے..... ایک آدمی کے بیٹھنے سے ذمہ داری تو سارے محلہ والوں کی طرف سے پوری ہو جائے گی..... مگر بہت سارے خیر کو حاصل کرنے کے لئے ہر شخص کو اعتکاف کے معاملہ میں فکر کرنی چاہئے۔

اعتکاف کیا ہے؟

کوئی فقیر اور سائل جس کا اللہ پر یقین نہ ہو..... کسی دولت مند اور صاحب ثروت کے در پر امید لگائے رہتا ہے..... اسی طرح کوئی ایمان والا جس کا اللہ پر مکمل یقین ہے..... اللہ کے در پر یقین کے ساتھ پوری یکسوئی کے ساتھ چمٹ جائے کہ..... مجھے لینا یہیں سے ہے..... اور جب تک نہیں ملتا میں اس در کو چھوڑ دوں گا..... اسی کیفیت سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پوری توجہ کے ساتھ چمٹ جانا اعتکاف کہلاتا ہے۔

دنیا میں کوئی کسی سے امید لگا کر اس کے در پر بیٹھ جاتا ہے..... اسی طرح کتے کو کہیں کچھ ہڈیاں مل جائیں تو وہ دوبارہ اس در پر امید کے ساتھ پہنچتا ہے..... تو کچھ دوبارہ دیدیا جاتا ہے؛ تو کیا اللہ حاکم الحاکمین اپنے در پر بھکاری بن کر پڑے رہنے والے کو نہیں نوازے گا؟

اعتکاف کرنے والے کو شب قدر نصیب ہوتی ہے

سال بھر میں ایک رات آتی ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے..... شب قدر تلاش کرنے کا حکم

دیا گیا..... بڑے نصیب والا ہے وہ شخص جس کو شب قدر نصیب ہو جائے..... شب قدر کسی کو عبادت کی حالت میں نصیب ہو جائے..... تو حق تعالیٰ جل شانہ اس شخص کو ترسی (اسی) برس..... اور چار مہینے عبادت میں لگے رہنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں..... رسول اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

تَحْرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنْ
الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ
کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔
(مشکوٰۃ ۱۸۱)

مزید وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا:

ثم اتيت فقيلا لي انها في العشر
الاولا من رمضان
فليعتكف العشر الاواخر (مشکوٰۃ ۱۸۲)
کہا کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے لہذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔

معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے..... اب اگر کوئی شخص آخری عشرہ کا اعتکاف کرے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے تو..... یقیناً اس شخص کو شب قدر نصیب ہو جاتی ہے..... جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے..... شب قدر کی تلاش کا حکم بھی پورا ہوگا..... ساتھ میں شب قدر نصیب بھی ہوگی..... اور اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا..... اس لئے اعتکاف کا ہر مرد و عورت کو اہتمام کرنا چاہئے۔

اعتکاف کہاں کرنا چاہئے؟

مردوں کے لئے ایسی مسجد جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو..... اعتکاف بیٹھنا چاہئے.....

کیونکہ سحر و افطار کا روزانہ تقاضہ ہے..... اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر کے قریب کی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا چاہئے..... تاکہ سحر و افطار میں گھر سے کھانا وغیرہ پہنچانے اور روزہ رکھنے میں سہولت ہو سکے..... کہیں اور بیٹھنا چاہتا ہے..... تو اجازت ہے..... البتہ اپنے محلہ کی مسجد کے بجائے کہیں اور بیٹھنے کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ..... کسی ایسی جگہ جہاں بزرگان دین، علماء، اولیاء اللہ اعتکاف کرتے ہوں..... وہاں اعتکاف بیٹھنا چاہئے؛ تاکہ اعتکاف صحیح طریقہ پر انجام پاجائے..... اور ان قیمتی اوقات میں علماء، بزرگان دین کی صحبت میں بیٹھنے سے کچھ سیکھنے کا بھی موقع مل سکے۔

عورتوں کے لئے اپنے مکان کے اس کمرہ میں جہاں روزانہ نمازیں پڑھتی ہیں..... اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے، ضرورت کے تحت عورت اپنے اس کمرے سے نکل سکتی ہے..... اپنا مصلیٰ اور جانماز یا تحیر بچھائے اللہ اللہ کرتی رہے..... یہ سعادت کی بات ہے، بہت سارے گناہوں سے بچنے اور سابقہ گناہوں کو معاف کروانے میں زیادہ مؤثر ہے۔

معتکف اعتکاف کی حالت میں کیا کرے؟

اعتکاف کا مقصد اپنے رب اور پالنے والے کو راضی کرنا ہے..... چونکہ یہ شخص اعتکاف میں ہی ہے اس لئے ہر چھوٹے بڑے سارے گناہوں سے بچتے ہوئے..... جتنی نیکیوں کا موقع مل جائے غنیمت سمجھنا چاہئے..... اعتکاف کی حالت میں گفتگو وغیرہ کرنا جائز ہے..... نیز کسی کی صحت کی خرابی پر فون کے ذریعہ عیادت، کسی کے انتقال پر پر سہ..... کسی کو خوشی کے موقع پر مبارک بادی بھی دی جاسکتی ہے۔ بعض لوگ اعتکاف کی حالت میں خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں..... اور خاموش رہنے کو عبادت سمجھتے ہیں..... حالانکہ خاموشی کو کوئی عبادت سمجھ کر خاموشی اختیار کرتا ہے..... تو یہ خاموشی اس کے لئے مکروہ تحریمی ہے..... ضرورت پر بات کرنے، خیریت دریافت کرنے، دینی مسائل معلوم کرنے اور دینی کتابیں، دینی مضامین پڑھنے کی عام اجازت ہے..... نیز اعتکاف کی حالت میں کوئی کاروباری یا گاہک کے آجانے پر کاروبار کی گفتگو بھی کی جاسکتی ہے..... مگر جس چیز کا کاروبار ہو رہا ہو اس چیز کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے۔

اعتکاف گناہوں سے بچانے نیکیوں کے حاصل کرنے کا سبب ہے

اعتکاف صحیح مقصد سے کیا جائے اللہ کی رضا مقصود ہو..... دکھاوا، نام و نمود کا شائبہ بھی نہ ہو تو..... یہ اعتکاف بہت سارے خیر کو وجود میں لاتا ہے..... مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے جتنی نیکی..... اور بھلائی کے کاموں میں شرکت سے عاجز اور قاصر رہا..... وہ سارے نیکیوں کے کام کرنے کا ثواب ملے گا..... مثلاً جنازہ میں شرکت، بیمار، مریض کی عیادت..... وغیرہ اور گناہوں سے بچنے کا بھی ثواب دیا جاتا ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال فی المعتکف ہو یعتکف الذنوب اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا
ویجزی له من الحسنات کعامل کہ وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے
الحسنات (مشکوۃ ۱۸۳) لئے نیکیوں کا سلسلہ تمام نیکی کرنے والوں کے
مانند جاری رہتا ہے۔

اعتکاف کا فائدہ

زندگی ساری اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات میں ختم ہوتی جا رہی ہے..... کچھ تو وقت اللہ کے در کے لئے سائل اور فقیر بن کر لگانا چاہیے..... اعتکاف سے غیر معمولی فائدے دنیا اور آخرت کے حاصل ہوتے ہیں..... رسول اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے دس دن اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمروں کی بشارت سنائی؛ چنانچہ فرمایا:

من اعتکف عشر افی رمضان کان جس شخص نے رمضان المبارک کے عشرہ کا
کحجتین و عمرتین اعتکاف کیا ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے
(الترغیب والترہیب ۸۸/۲) کئے

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص رمضان المبارک میں کسی دن اعتکاف اللہ کے واسطے

کرے..... دکھاوا مقصود نہ ہو..... نام و نمود کی فکر بھی نہ ہو..... تو ایسے اعتکاف کی وجہ سے اس شخص کے اور جہنم کے درمیان تین بڑی خندقیں حائل کر دی جاتی ہیں..... تاکہ یہ خندق کی وجہ سے جہنم سے محفوظ رہ سکے..... چنانچہ حدیث شریف اس طرح ہے:

من اعتکف یوما ابتغاء وجه الله تعالى جعل الله بین وبين النار ثلاث خنادق
بعد مما بین الخافقین
(الترغیب والترہیب ۸۹/۲)

جو شخص اللہ رب العزت کی خوشنودی کی تلاش میں ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی بڑی خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جو دنیا جہاں سے زیادہ چوڑی اور وسیع ہیں

اعتکاف کے باب میں جو احادیث مذکور ہیں..... اس کے پیش نظر ہر مسلمان مرد و عورت کو اعتکاف کے معاملہ میں اہتمام کی ضرورت ہے..... زندگی تو بس کتنی جائے گی..... آج کا دن..... کل رہنے والا نہیں..... جو وقت نیکی میں استعمال ہو گیا..... وہی کل قیامت میں کام آئے گا..... آج کسی کی موت کا وقت ہے..... تو کل کسی کی موت کا وقت ہے..... جب تک حواس موجود ہیں..... جسم میں روح ہے..... چلتا پھرتا انسان ہے..... اور جب حواس ختم ہو گئے..... روح نکال لی گئی..... آنکھیں بند ہو گئیں..... تو اب یہ لاشہ ہے..... جس کو جلدی سے جلدی قبرستان کے حوالہ کیا جاتا ہے..... اور قبرستان میں اعمال، نمازیں روزے اعتکاف صدقہ و خیرات ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردیاں وغیرہ کام آتی ہیں..... اس لئے موقع غنیمت ہے..... سمجھ کر اعتکاف کا اور سارے رمضان کی عبادات کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے -

شب قدر..... فضائل و مسائل

رسول اکرم ﷺ کی امت اور سابقہ امتوں کے درمیان بہت ساری چیزوں میں فرق مراتب رکھے گئے..... ہیں اور بہت ساری خصوصیات امت محمدیہ کو عطا کی گئیں جو پچھلی امتوں کو نہیں عطا کی گئیں ان میں **لیلۃ القدر** بھی ہے۔ (تفسیر مظہری)

ویسے لیلۃ القدر کی تعیین نہیں کی گئی اور لیلۃ القدر (شب قدر) کی تاریخ میں بہت سارے اقوال ذکر کئے جاتے ہیں ان میں ایک قول ستائیس رمضان المبارک کا بھی ہے جس کی شہرت تواتر کے درجہ کو پہنچ گئی۔

نیز رسول اکرم ﷺ کے ارشاد سے مزید اس کو تقویت مل جاتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ
تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنْ
الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔
حضرت عائشہؓ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ
نے ارشاد فرمایا: شب قدر کو تلاش کرو رمضان
کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں۔

(مشکوٰۃ: ۱/۱۸۰)

نیز حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اور حضرت ابی ابن کعبؓ کے قول سے بھی رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابی ابن کعبؓ نے فرمایا:

اما انه قد علم انها في رمضان و
انها في العشر الاواخر و انها
بہر حال یہ بات طئے ہے کہ شب قدر رمضان
میں واقع ہوتی ہے اور وہ رمضان کے آخری

لیلة سبع و عشرين - عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں رمضان کو واقع

ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ: ۱۸۲/۱)

شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا:-

دنیا کا یہ دستور ہے کہ بعض چیزوں کو چھپا کر اس کی اہمیت دکھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے..... کہ پوشیدہ..... چیز کو تلاش کرلو، چھپی ہوئی چیز کو تلاش کرو تو..... یہ انعام حاصل ہو سکتا ہے..... اور تلاش کرنے والوں کی جستجو قابل دیدہ ہوتی ہے..... اور جستجو کرنے والے اپنی جستجو میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

شب قدر کو بھی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا، حالانکہ اسلام بڑا صاف اور واضح ترین مذہب ہے، ہر مسئلہ میں عام طور پر وضاحت کے ساتھ رہنمائی کرنا..... اس کا خاص وصف ہے مگر شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔

آنحضور ﷺ کے صحابہؓ ہر وحی اور ہر دینی بات کی فکر اور کھوج میں رہتے۔

چنانچہ آنحضور ﷺ پر شب قدر کے بارے میں وحی اتاری گئی اور اپنے حجرہ سے آپ ﷺ باہر تشریف لائے دو آدمی آپس میں کسی معاملہ میں جھگڑ رہے تھے رسول اکرم ﷺ سے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی۔

خرج النبی ﷺ لیخبرنا بليلة
القدر فتلاحی رجلان من
المسلمین فقال خرجت
لاخبرکم بليلة القدر فتلاحی
فلان و فلان فرفعت و عسی ان
یکون خیرا لکم فالتمسوها فی

رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو لیلۃ
القدر کے بارے میں رہنمائی کریں تو اچانک
مسلمانوں میں سے دو لوگ آپس میں جھگڑنے
لگے تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہارے
پاس اس لئے آیا تھا کہ تم کو لیلۃ القدر کی تاریخ سے
متعلق رہنمائی کروں، فلاں اور فلاں کی وجہ

التاسعة والسابعة والخامسة - سے لیلة القدر کی متعینہ تاریخ مجھ سے (لے لی) اٹھالی گئی، ہو سکتا ہے کہ لیلة القدر کی متعینہ (مشکوٰۃ: ۱/۱۸۲)

تاریخ اٹھالیا جانا تمہارے لئے بہتر ہو اور تم لیلة القدر کو پچیسویں، ستائیسویں اور اثنیسویں شب میں تلاش کرو۔

اور شب قدر مل جانے پر یعنی شب قدر کو تلاش کرنا عبادت، ریاضت، نماز تلاوت قرآن کریم، ذکر، درود شریف وغیرہ پڑھتے ہوئے گزارنا چاہئے..... اور شب قدر کی پہچان کے طور پر اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہا تطلع یومئذ لا شعاع لها۔ کہ سورج بغیر شعاع کے نکلتا ہے یعنی سورج میں چھپنے والی تیزی نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ: ۱/۱۸۲)

حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ لیلة القدر کی علامات اگر ظاہر ہو جائیں اور لیلة القدر مل جائے تو کیا پڑھنا چاہئے؟

قال ﷺ: قُولِی اللّٰهُمَّ اِنِّکَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفِ عَنِّی۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہم انک (اے اللہ! آپ بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں مجھ کو معاف کر دیجئے) پڑھنا چاہئے۔

نوٹ:- دعاء میں فاعف عنی ایک اکیلے کے لئے ہے..... اگر کسی جگہ دو یا دو سے زیادہ افراد دعاء میں شریک ہوں تو فاعف عنا جمع متکلم کا صیغہ (لفظ) استعمال کر سکتے ہیں۔

شب قدر میں ہماری بد نصیبی

اتنی مقدس اور بابرکت رات میں جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں سے زیادہ

عبادت کے برابر ہے..... ہمارے نوجوان لڑکے سڑکوں پر گھومتے ہوئے..... فٹ پاتھ پر..... کسی کو تکلیف دیتے ہوئے..... سڑکوں پر شور مچاتے ہوئے..... ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کرتے ہیں..... شیطان بھی شرم جائے..... اور معمر و بوڑھے حضرات مسجد کے باہر دوستیاں نبھانے میں..... یا ہوٹل میں غپ شپ میں باتوں میں مصروف..... شب قدر میں عبادت کرتے ہوئے..... اگر جاگنے کی ہمت اور حوصلہ نہ ہو تو سو جانا غلط بات نہیں ہے..... اس طرح سڑکوں پر گھومتے ہوئے ہوٹلوں میں یا دیگر جگہوں پر باتوں میں مصروف رہنے کے مقابلہ میں..... یاد رکھیں! شب قدر میں اس طرح کی بے ہودہ حرکتوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہیے..... ورنہ بہت سارے خیر سے محرومی کا اندیشہ اور ڈر ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر عبادت کے ساتھ گزارنے کی توفیق عطا فرمائے..... ﴿ آمین ﴾)

یہ خصوصیت کیوں عطا کی گئی؟

رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے شمعون نامی شخص کی عبادت و ریاضت کا تذکرہ فرمایا..... اس نے ایک ہزار مہینے تک رات کا وقت عبادت (نماز) میں گزارا اور ہر دن روزہ رکھ کر اللہ کے راستہ میں کفار سے جہاد کرتا رہا..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تعجب ہوا کہ ایک ہزار مہینے کی مدت کوئی مختصر مدت نہیں مگر اس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے کتنی مشقت برداشت کی، صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ختم ہو جاتی ہیں، اس شمعون نامی شخص سے عبادت اور مرتبہ میں برابری کیسے کی جائے؟

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھنا چاہئے کہ..... میں تو اس غریب سے غنیمت ہوں..... جس کو یہ سہولیات نہیں جو مجھ کو حاصل ہیں..... اور دین کے معاملہ میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سے افضل کو دیکھو..... یعنی فلاں اتنی عبادت کرتا ہے..... مجھے اس سے زیادہ عبادت میں وقت دینا چاہئے۔

صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا کہ ایک ہزار مہینے کوئی مختصر مدت نہیں..... مگر اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کتنی مشقت برداشت کی..... صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ختم ہو جاتی ہیں..... اس شمعون نامی شخص سے عبادت اور مرتبہ میں برابری کیسے کی جائے؟۔

چونکہ ہماری عمریں ساٹھ کے آس پاس ہوتی ہیں..... اس میں عبادت کتنی ہوگی اور اپنی ضروریات پر کتنا وقت ضائع ہوگا..... ہم تو شمعون کی برابری عبادت میں نہیں کر سکتے۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے سورہ قدر نازل فرمادی کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیم کی عمریں اگرچہ مختصر ہیں مگر اس امت کو سال میں ایک رات ایسی عنایت کروں گا..... کہ اگر وہ اس رات میں عبادت کریں گے..... تو اس رات کی عبادت دوسری امتوں کی ہزار مہینوں والی عبادت پر بھاری ہوگی..... اس کے نزول پر صحابہ کرامؓ کو سکون و اطمینان نصیب ہوا کہ..... شمعون سے عبادت میں مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

لیلة القدر کیوں کہا جاتا ہے:-

لیلة کے معنی رات اور قدر کے معنی عزت و شرف یعنی لیلة القدر کے معنی عزت و شرف والی رات۔

مفسر ابو بکر وراقؒ فرماتے ہیں کہ اس مقدس رات کو لیلة القدر اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان کی بد اعمالیوں کے سبب کوئی قدر و منزلت نہیں تھی..... اس نے اس رات کو توبہ و استغفار کر کے اپنی قدر و منزلت کو پہچان لیا۔

کیا یہ جاگنے کی رات ہے؟

شب معراج ہو یا شب برأت یا شب قدر ان کو لوگ جاگنے کی رات کہتے ہیں..... اسلام میں

جاگنے کی رات کا تصور نہ رسول ﷺ کے زمانہ میں رہا..... اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کے دور میں رہا..... اس لئے اس کو جاگنے کی رات کا لفظ دینا ہی غلط ہوا..... اس لئے جاگنے کی رات کا لفظ استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ اس کو عبادت کی رات کہنا چاہئے۔

تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ اللہ کے ولی اور دوست ہیں، شب قدر کونسی رات ہے، بزرگ نے ارشاد فرمایا جس رات کی تو (عبادت کے ذریعہ) قدر کرے وہی رات تیرے لئے شب قدر ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ تمام خیر و برکت سے محروم رہا۔

ذیل میں شب قدر سے متعلق ہدایات ذکر کی جاتی ہیں:

☆ چونکہ عام ایام کے مقابلہ میں شب معراج، شب برأت، شب قدر میں مجمع نماز عشاء کے موقع پر زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس مقدس رات میں کسی عالم دین کی تقریر مسجد میں رکھوانا جائز ہے۔

☆ ان مقدس راتوں میں رات کا کھانا زیادہ مرغن نہیں کھانا چاہئے تاکہ عبادت میں سستی کا اثر نہ ہو۔

☆ ان راتوں میں خوب دعائیں کرنا چاہئے، قضاء عمری کی نیت سے نمازیں ادا کرنا چاہئے۔

☆ بہت ساری مساجد میں نفل نماز باجماعت ان مقدس راتوں میں ادا کی جاتی ہے ایسا کرنا مکروہ ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

☆ سرکوں پر گھومنا، ہوٹل میں غپ شپ کرنا، کھیل کود کرنا، آرام کرنے والوں کو ستانا شب قدر کی خیر و برکت سے محروم کرتا ہے۔

☆ رات میں اتنا نہیں جاگنا چاہئے کہ فجر چھوٹ جائے بلکہ جتنی ہمت ہے اتنی دیر ہی جاگنا

چاہئے..... البتہ اگر پوری رات جاگ کر فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے آرام کرتا ہے تو بہت اچھی اور پسندیدہ بات ہے۔

☆ ان مقدس راتوں کے گزرنے پر بعد نماز فجر اجتماعی سلام پڑھنے کی شریعت میں کوئی ثبوت اور سند نہیں ہے۔

☆ ان مقدس راتوں میں مسجدوں کو خوب زیادہ روشنی کے ساتھ مزین کرنا بدعت ہے نیز ناجائز بھی ہے..... بدعت اس لئے کہ کوئی ثبوت قرآن و حدیث، اجماع امت..... یا قیاس سے نہیں ملتا..... اور ناجائز اس لئے کہ عموماً وہ روشنی چوری کے کرنٹ سے حاصل کی جاتی ہے..... یا بلا ضرورت حد سے زیادہ روشنی کا استعمال فضول خرچی کہلاتا ہے۔

صدقۃ الفطر یعنی فطرہ کے احکام

انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔

﴿۱﴾ مالداران پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

﴿۲﴾ متوسط یعنی وہ لوگ جن کی ضروریات تو پوری ہو جاتی ہیں مگر اخراجات کے بعد روپے بچتے ہی نہیں..... یا برائے نام بچتے ہیں..... جو نصاب کی حد کو نہیں پہنچتے ان پر زکوٰۃ فرض نہیں..... البتہ صدقۃ فطر ان پر لازم ہے۔

واضح رہے کہ پہلی قسم کے شخص پر زکوٰۃ اور فطرہ اور دوسری قسم کے شخص پر صرف فطرہ لازم ہے۔

﴿۳﴾ غریب یعنی اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے یہ دوسروں کی مدد کا محتاج ہے..... ایسے شخص کو زکوٰۃ لینے کی اجازت ہے اور فطرہ بھی قبول کر سکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ عید الفطر سے دو دن قبل مسلمانوں کو جمع کر کے تقریر فرماتے..... اور انھیں صدقۃ فطر کے فضائل و احکام سنا کر صدقۃ فطر کی ادائیگی کیلئے ان کو آمادہ فرماتے..... تاکہ غریب مفلس نادار مسلمان بھی اپنی عید کی خوشیوں کا بندوبست کر سکیں..... نیز مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خوب اچھی طرح سن لو..... صدقۃ فطر ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے..... چاہے وہ آزاد ہو..... یا غلام نیز وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

صدقۃ فطر کی مقدار:

”ایک کلو چھ سو بانوے گرام“ ہیں احتیاطاً پونے دو کلو شمار کئے جائیں..... اسی مقدار کی گیہوں یا اسکی قیمت فطرہ کہلاتی ہے۔

☆ صدقۃ الفطرہ کو فطرہ بھی کہا جاتا ہے۔

☆ بازار میں کئی قسم کی گیہوں ملتی ہے..... اسلئے افضل یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ گیہوں کی قیمت

لگا کر فطرہ ادا کرے..... یا پھر کم از کم وہ گیہوں کی قیمت سے فطرہ ادا کرے جو اس کے گھر والے کھاتے ہیں۔

☆ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے فطرہ نکالنا باپ کی ذمہ داری ہے۔

☆ اگرچہ بیوی کی طرف سے ادا کرنے کی ذمہ داری شوہر پر نہیں ہے..... مگر شوہر ادا کر دے یہ بہتر ہے۔

☆ صدقۃ الفطر کے لازم ہونے کیلئے رمضان کے روزے رکھنے کے قابل ہونا ضروری نہیں..... کسی عذر کی وجہ یا بغیر کسی عذر کے بھی روزے نہیں رکھتا..... اس شخص پر بھی فطرہ لازم ہوگا۔

☆ صحابہ فطرہ کی رقم دو چار دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔

☆ بیرون ملک والوں کا صدقۃ فطر اس ملک کی کرنسی سے نکالنا چاہیے جس ملک میں وہ رہتا ہے۔

☆ فطرہ کی رقم ان ہی لوگوں کو دی جائے گی جن کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے۔

☆ زکوٰۃ کی رقم مسجد، مدرسہ کی تعمیر، رفاہی خیراتی جیسے کاموں میں استعمال کرنا جائز نہیں..... اسی طرح فطرہ کی رقم بھی ان کاموں میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔

☆ فطرہ میں اشیاء کے بجائے قیمت دینا زیادہ بہتر ہے..... اسلئے کہ جو چیز آپ کسی غریب کو دینا چاہتے ہیں اس سے زیادہ کسی اور چیز کی اس کو ضرورت ہو۔

صاحب حیثیت لوگوں کیلئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۃ فطر کی مقدار ۴۰-۳۵ روپے بیٹھتی ہے، جو بڑے مال داروں کیلئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی..... اسلئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ..... وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع (تین کلو ڈیڑھ سو گرام) کھجور یا کشمش کا حساب لگائیں..... اس

میں ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور فقراء کا نفع زیادہ ہوگا۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر علیہ السلام صدقہ فطر میں نے ایک صاع کھجور..... یا جو..... یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے..... جو ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے..... لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے..... تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ..... اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے..... اسلئے اگر تم صدقہ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد شریف: ۱۶۲۲)

صدقہ فطر دینے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔

﴿۱﴾ جن کے حالات بہت زیادہ اچھے ہیں۔

﴿۲﴾ وہ جن کے حالات متوسط درجہ کے ہیں۔

﴿۳﴾ حالات بہت اچھے تو نہیں مگر صدقہ فطر لازم ہے۔

پہلی قسم کے لوگ کشمش کے ذریعہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا صدقہ فطر ادا کریں دوسری قسم کے لوگ کھجور کے ذریعہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا صدقہ فطر ادا کریں۔

☆ واضح رہے کہ ایک صاع موجودہ اوزان کے اعتبار سے تین کیلوڈیڑھ سوگرام کے برابر شمار کیا جاتا ہے وزن میں..... یعنی کشمش سے صدقہ فطر ادا کرنے والے تین کیلوڈیڑھ سوگرام کشمش اور کھجور سے صدقہ فطر ادا کرنے والے تین کیلوڈیڑھ سوگرام کھجور یا اس کی قیمت صدقہ فطر کے طور پر ادا کرے۔

صدقہ فطر میں بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہے:

صدقہ فطر میں بازار کا اعتبار ہے، کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار نہیں ہے۔ (تحفہ

رمضان: مفتی سلمان منصور پوری مدظلہ)

صدقہ فطریا زکوٰۃ میں کپڑے دینا کیسا ہے؟

صدقہ فطر ہو یا زکوٰۃ..... معاشرہ میں رواج یہ چل پڑا ہے کہ صدقہ فطر میں گیہوں..... اور زکوٰۃ میں ساڑی لنگی وغیرہ دی جاتی ہے..... آپ زکوٰۃ دینے کے اور صدقہ فطر دینے کے پابند ہیں..... کپڑے وغیرہ دینے کے آپ پابند نہیں ہیں۔

کسی غریب کی ضرورت میں کپڑے نہ ہوں..... بلکہ اس کے بچوں کی تعلیمی فیس، بیمار ہو جانے پر علاج کیلئے رقم، لڑکی کی شادی میں رقم، ہرمہینہ مکان کا کرایہ کی ادائیگی، کسی سے قرض لیا تھا..... اس قرض کی ادائیگی کے لئے رقم کی ضرورت ہے..... اب آپ ایسے ضرورت مند کو جس کی ضرورت میں کپڑوں کے مقابلہ میں پیسوں کی ضرورت زیادہ ہے..... اس غریب کو کپڑے دیکر آپ نے پابند کر دیا کہ آپ کی ضرورت چاہے کچھ ہو..... مگر ہم تو کپڑے ہی دیں گے..... یہ غریب اپنی ضرورتیں پوری کرنے کیلئے مجبور ہیں۔

تجربہ کی بات ہے کہ غریب جس کو زکوٰۃ میں ساڑی یا لنگی یا کپڑے دیئے گئے..... زکوٰۃ یا فطرہ کے طور پر کسی صاحب نصاب سے لے کر مارکٹ میں آدھی قیمت میں یا اس سے بھی کم قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں..... اسلئے کہ اس غریب کو رقم چاہیے..... اور آپ نے کپڑے دے کر..... اس کو مجبور کر دیا..... یاد رکھیں! غریب کو آپ زکوٰۃ، صدقہ فطر دے کر کوئی احسان نہیں کر رہے ہیں..... احسان اس غریب کا مانے..... جو آپ کی زکوٰۃ..... صدقات..... صدقہ فطر کو بخوشی قبول کر لیتا ہے..... اور یہ بھی یاد رکھیں! آپ کو اگر اللہ تعالیٰ نے مالدار بنایا ہے اور اس غریب کو مجبور بنایا محتاج ہے تو اس میں نہ آپ کا کوئی کمال ہے اور نہ اس غریب کا کوئی قصور ہے۔

لیلۃ الجائزہ..... انعام والی رات

پورے سال میں ایک رات جزاء اور بدلہ کی رات ہے..... اس رات کو لیلۃ الجائزہ کہتے ہیں۔
لیلۃ کے معنی رات اور جائزۃ کے معنی انعام، یعنی انعام والی رات۔

شعبان ختم ہوتے ہی رمضان المبارک شروع ہو جاتا ہے..... اور ہر وقت انسان کا امتحان لیا جاتا ہے..... کبھی روزہ کے ذریعہ..... کبھی نماز وغیرہ کے ذریعہ..... اور کبھی افطار و سحر میں مزاج کے خلاف بلکہ معمول کے خلاف کام کروا کر..... امتحان لیا گیا، پھر زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ کے ذریعہ سب سے محبوب و پسندیدہ شی (مال) کو مانگ لیا گیا۔

یہ سب امتحان ہی ہیں..... اور امتحان کہتے ہیں آزمائش و جانچنے پر کھنکھنے کو..... چوں کہ انسان کو مذکورہ کاموں کا حکم دے کر جانچا اور پرکھا جاتا ہے..... کہ یہ حکم خداوندی کی تعمیل کر کے کامیاب ہوتا یعنی تمام احکامات کی تعمیل اور ان کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے..... یا حکم خداوندی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔
اگر انسان جانچ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کرتا رہا..... اس کو کامیاب قرار دیا جاتا ہے..... جیسے دنیا کا دستور اور طریقہ ہے کہ کامیابی پر مبارکبادیاں..... تحفے تحائف اور انعامات دیئے جاتے ہیں..... اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا والے کام کرنے پر انعام سے نوازا جاتا ہے۔

انعام میں کیا دیا جائیگا

احادیث میں رمضان کی آخری رات کو لیلۃ الجائزہ انعام والی رات کہا گیا ہے..... اس رات کے بڑے فضائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

عید الفطر میں انعامات کا اعلان ہوتا ہے..... یعنی امتحان سارا مہینہ اور عید کی رات میں امتحان کا نتیجہ..... اور عید الفطر کے دن انعام سے نوازا جاتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:
اذا کان یوم الفطر وقفت عید کے دن راستہ کے دونوں طرف فرشتے

الملئكة في افواه الطريق
فنادوا يا معشر المسلمين
اغدوا الى رب كريم يمن
بالخير ويثيب عليه الجزيل
لقد امرتم بقيام الليل فقمتم
ربكم فاقبضوا جوائزكم
فاذا صلوا العید نادى مناد من
السماء: ارجعوا الى منازلكم
راشدين فقد غفر لكم ذنوبكم
كلها ويمسى ذاك اليوم في
السماء يوم الجوائز
(کنز العمال)

کھڑے ہو کر آواز لگاتے ہیں: اے مسلمانوں کی
جماعت! تم اپنی پروردگار جو مہربان بھی ہے اور رحم
کرنے والا بھی ہے کی طرف چل پڑو جس نے
نیکوں پر بدلہ بھی دینے والا ہے اے مسلمانوں کی
جماعت! تم کو قیام لیل کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام
لیل (تراویح) کا حکم بجالایا اور تم کو روزے رکھنے کا
حکم دیا گیا تو تم نے روزے کا حکم کو پورا کیا اور تم نے
اپنے پروردگار کی اطاعت کی تو اپنے انعامات
کو پکڑو (حاصل کرو) پھر جب عید کی نماز سے
فارغ ہو جاتے ہیں تو آسمان سے ایک آواز لگانے
والا آواز لگاتا ہے تم اپنے مکانات کو (گناہوں
سے) پاکیزہ ہو کر لوٹ جاؤ تمہارے سارے گناہ
بخش دئے گئے اور اس دن کا نام آسمانوں میں
انعامات کی تقسیم کا دن رکھا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ..... جب عید الفطر کی
رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز دینے والا آواز لگاتا ہے۔ (اور وہ آواز انسان
وجنات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات سنتی بھی ہے) کہ اے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتسلیم اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جو چاہو مانگو! تمہارا رب آج تمہاری مرادوں
..... اور تمناؤں کو پوری کرنے والا ہے..... نیز اسی حدیث میں ہے کہ جب لوگ عید کی نماز کے لئے
عید گاہ کی طرف نکل پڑتے ہیں..... تو حق تعالیٰ جل شانہ اپنے عبادت گزار بندوں پر فخر و ناز کرتے

ہیں..... اور فرشتوں کو گواہ بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (جس طرح ایک مزدور اپنے ذمہ کے کام کو مکمل کر لیتا ہے..... تو انصاف یہی ہے کہ اس کی مزدوری اس کو مکمل دیدی جائے..... اسی طرح آج میرے بندے رمضان المبارک کی تمام عبادتوں سے فراغت کے بعد حاضر ہوئے ہیں) تم گواہ رہو..... میں نے ان کو ان کی عبادات و اطاعت کا بدلہ مغفرت کی شکل میں دے دیا..... اب یہ اپنے مکانوں کو اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کے اعمال نامہ میں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی۔

ہمارا معاشرہ

ایسے انعام (مغفرت پروانہ) والی رات کو ہمارا حال بہت ہی برا ہوتا ہے..... کوئی دودھ خریداری میں..... کوئی درزی کے پاس سے کپڑے لینے..... کوئی بنیائیں، چپل وغیرہ کی خریداری بہانہ بنا کر شہر کی طرف یا بازاروں کی طرف نکل پڑتے ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ کسی جگہ انعام کی محفل منعقد ہو رہی ہو..... اور اس میں کامیاب ہونے والے تمام لوگوں کی شرکت کو ضروری قرار دیا گیا ہو..... ایسے وقت میں کوئی کامیاب، عقل مند اپنی دیگر مصروفیات پر توجہ دے گا..... یا پروردگار عالم کی انعامی محفل میں شرکت کرے گا؟ جواب واضح ہے کہ انعامی محفل میں شرکت کرنا نہ صرف ضروری سمجھے گا بلکہ باعث سعادت بھی سمجھے گا۔

دودھ کی خریداری..... درزی سے کپڑے..... بنیائیں چپل وغیرہ کی خریداری..... خدائی انعامی محفل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے..... اس کی اتنی فکر؟ اور خدائی انعامی محفل کو اتنا کمتر سمجھ لیا..... کیا ہو گیا ہمارے عقل پر پردے تو نہیں پڑ گئے..... اسلئے لیلة الجائزہ میں خدائی انعام والی رات کی قدر کرتے ہوئے مزید عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کو مزید راضی کیا جائے..... رات عبادت میں گزرے..... استغفار کا خوب اہتمام ہو..... گزری ہوئی زندگی میں کی گئی نیکیوں پر شکرانہ..... اور برائی پر ندامت و شرمندگی کا اظہار ہو..... تاکہ انعام والی رات کا صحیح لطف و مزہ اٹھایا جاسکے۔

غریب، ضرورتمند اور مستحق افراد کی مدد کیلئے

صالحین ایجوکیشن اینڈ چیئر ٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کا قیام

یتیم ویسر، بے روزگار، بیوہ اور وہ افراد جو حالات سے پریشان ہیں، اسلام نے مجبور و پریشان حال لوگوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ منظم طریقہ سے مستحق افراد کی مدد کے لئے صالحین ایجوکیشن اینڈ چیئر ٹیبل ٹرسٹ کا قیام عمل لایا گیا ہے۔ مستحق لوگوں کی مدد کر کے مستحقین کی ہمت افزائی کی دعوت دی جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بیوہ اور یتیم کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے اور رات میں عبادت کرنے والے کا ثواب حاصل کرتا ہے“ (الحديث)

مزید تفصیلات کیلئے: www.saleheenonline.com

Tel. 040-65132664 9866237861

Account Details: Andhra Bank, Tolichowki Branch,

Account No. 130611100000283